﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 19 | جمعۃ المبارک 16/مارچ 2012ء | 22/ربیع الثانی 1433 ہجری قمری ❁ 16/امان 1391 ہجری شمسی | شمارہ 11

بے نظیر آیات

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کیا تمہیں علم نہیں کہ آج رات ایسی آیات اتری ہیں کہ ان جیسی پہلے کبھی نہیں دیکھی گئیں۔ یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس۔

(صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ المسافرین باب قراءۃ المعوذتین

حدیث نمبر:1348)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ریاکار انسان بے فائدہ کام کرتا ہے۔ مومن کو تو خداوند تعالیٰ خود بخود شہرت دیتا ہے۔

سچا مومن وہ ہے جو کسی کی پروانہ کرے۔ جو لوگ خلقت کی پروا کرتے ہیں وہ خلق کو معبود بناتے ہیں۔

جو شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی کرتا ہے خدا تعالیٰ اس پر برکات نازل کرتا ہے۔ اس کے گھر میں برکت دیتا ہے۔ اس کے کپڑوں میں برکت دیتا ہے۔ اس کے پس خوردہ میں برکت دیتا ہے۔

ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہیے کہ نری لفاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشاء کو پورا کرنے والی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہیے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔

”ریاکار انسان بے فائدہ کام کرتا ہے۔ مومن کو تو خداوند تعالیٰ خود بخود شہرت دیتا ہے۔ ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ مسجدوں میں لمبی نمازیں پڑھا کرتا تھا تا کہ لوگ اُسے نیک کہیں۔ لیکن جب وہ بازار سے گزرتا تو لڑکے بھی اس کی طرف اشارہ کرتے اور کہتے کہ یہ ایک ریاکار آدمی ہے جو دکھلاوے کی نمازیں پڑھتا ہے۔ ایک دن اس شخص کو خیال ہوا کہ میں لوگوں کا کیوں خیال رکھتا ہوں اور بے فائدہ محنت اٹھاتا ہوں۔ مجھے چاہیے کہ اپنے خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤں اور خالص خدا کی خاطر عبادت کروں۔ یہ بات سوچ کر اس نے سچی توبہ کی اور اپنے اعمال کو خدا کے واسطے خاص کر دیا اور دنیوی رنگ کی نمازیں چھوڑ دیں اور علیحدگی میں بیٹھ کر دعائیں کرنے لگا اور اپنی عبادت کو پوشیدہ رکھنا چاہا۔ تب وہ جس کوچہ سے گزرتا لوگ اس کی طرف اشارہ کرتے کہ یہ ایک نیک بخت آدمی ہے۔

سچا مومن وہ ہے جو کسی کی پروانہ کرے۔ خدا تعالیٰ خود ہی سارے بندوبست کر دے گا۔ لوگوں کی تکلیف دہی کی پروانہیں رکھنی چاہیے۔ دنیا میں کوئی کسی کے ساتھ دوستی پکّی کرتا ہے تو دنیا کے لوگ اپنی دوستی کا حق ادا کرتے ہیں۔ وہ کون دوست ہے جس کے ساتھ سلوک کیا جاوے تو وہ بے تعلقی ظاہر کرے۔ ایک چور کے ساتھ ہمارا سچا تعلق ہو تو وہ بھی ہمارے گھر میں نقب زنی نہیں کرتا، تو کیا خدا تعالیٰ کی وفا چور کے برابر بھی نہیں۔ خدا تعالیٰ کی دوستی تو وہ ہے کہ دنیاداروں میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں۔ دنیاداروں کی دوستی میں تو غدر بھی ہے۔ تھوڑی سی رنجش کے ساتھ دنیادار دوستی توڑنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے تعلقات پکّے ہیں۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی کرتا ہے خدا تعالیٰ اس پر برکات نازل کرتا ہے۔ اس کے گھر میں برکت دیتا ہے۔ اس کے کپڑوں میں برکت دیتا ہے۔ اس کے پس خوردہ میں برکت دیتا ہے۔

بخاری میں ہے کہ نوافل کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ نوافل ہر شئے میں ہوتے ہیں۔ فرض سے بڑھ کر جو کچھ کیا جائے وہ سب نوافل میں داخل ہے۔ جب انسان نوافل میں ترقی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی سے مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ لڑائی کے لیے تیار ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت کرنے والے بھی غنی، بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کی تکذیب کی کچھ پروانہیں رکھتے۔ جو لوگ خلقت کی پروا کرتے ہیں وہ خلق کو معبود بناتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندوں میں ہمدردی بہت ہوتی ہے۔ مگر ساتھ ہی ایک بے نیازی کی صفت بھی لگی ہوئی ہے۔ وہ دنیا کی پروانہیں کرتے۔ آگے خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ دنیا کھچی ہوئی ان کی طرف چلی آتی ہے۔

ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہیے کہ نری لفاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشاء کو پورا کرنے والی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہیے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔ اگر تم میں مکر، فریب، کسل اور سُستی پائی جائے تو تم دوسروں سے پہلے ہلاک کئے جاؤ گے۔ ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے بوجھ کو اُٹھائے اور اپنے وعدے کو پورا کرے۔ عمر کا اعتبار نہیں۔ دیکھو مولوی عبدالکریم صاحب فوت ہو گئے۔ ہر جمعہ میں ہم کوئی نہ کوئی جنازہ پڑھتے ہیں۔ جو کچھ کرنا ہے اب کر لو۔ جب موت کا وقت آتا ہے تو پھر تاخیر نہیں ہوتی۔ جو شخص قبل از وقت نیکی کرتا ہے امید ہے کہ وہ پاک ہو جائے۔ اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔ نماز میں دعائیں مانگو۔ صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے حیلہ سے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا (العنکبوت:70) میں شامل ہو جاؤ۔ جس طرح بیمار طبیب کے پاس جاتا ہے، دوائی کھاتا، مسہل لیتا، خون نکلواتا، ٹکور کرواتا اور شفا حاصل کرنے کے واسطے ہر طرح کی تدبیر کرتا ہے۔ اسی طرح اپنی روحانی بیماریوں کو دور کرنے کے واسطے ہر طرح کی کوشش کرو۔ صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدہ کے جس قدر طریق خدا تعالیٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجا لاؤ۔ صدقہ خیرات کرو۔ جنگلوں میں جا کر دعائیں کرو۔ سفر کی ضرورت ہو تو وہ بھی کرو۔ بعض آدمی پیسے لے کر بچوں کو دیتے پھرتے ہیں کہ شاید اسی طرح کشوف باطن ہو جائے۔ جب باطن پر قفل ہو جائے تو پھر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ حیلے کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔ جب انسان تمام حیلوں کو بجا لاتا ہے تو کوئی نہ کوئی نشانہ بھی ہو جاتا ہے“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 505 تا 507۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

جماعت احمدیہ کا آغاز، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی، دیگر مسلمانوں کے مقابل پر جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد اور احمدیت کی غرض و غایت

(تحریر فرمودہ: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ)

(تیسری قسط)

ایمان باللہ کی حقیقت

دوسرا عقیدہ جو آپ نے پیش کیا وہ ایمان باللہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے بیان فرمایا کہ موجودہ زمانے میں اکثر لوگ ایمان باللہ کی حقیقت کو نہیں سمجھتے اور محض ایک رسمی اور سنے سنائے ایمان یا ورثہ کے ایمان کو حقیقی ایمان سمجھنے لگ جاتے ہیں حالانکہ ایسا ایمان کوئی چیز نہیں۔ بلکہ حقیقی ایمان جو زندہ ایمان کہلانے کا حقدار ہے وہ یہ ہے کہ انسان خدا کی ہستی کے متعلق کم از کم ایسا ہی یقین رکھے جیسا کہ وہ اس دنیا کی چیزوں کے متعلق رکھتا ہے۔ مثلاً ایک انسان اپنے باپ کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ میرا باپ ہے۔ اپنے مکان پر نظر ڈالتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ یہ میرا مکان ہے۔ سورج پر نگاہ کرتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ یہ سورج ہے اور ان چیزوں کے متعلق اسے ایک حقیقی بصیرت اور یقین کی صورت حاصل ہوتی ہے جس میں کسی شک یا شبہ کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اسی طرح خدا کے متعلق ایمان ہونا چاہئے۔ مگر آپ نے لکھا کہ دنیا میں اکثر لوگوں کو یہ ایمان حاصل نہیں اور نہ صرف یہ ایمان حاصل نہیں بلکہ وہ اس ایمان سے آگاہ بھی نہیں اور محض ورثہ کے ایمان یا سنے سنائے ایمان کو ہی حقیقی ایمان سمجھ رہے ہیں۔ یعنی چونکہ ان کے اردگرد لوگ یہ بات کہتے رہتے ہیں کہ خدا ہے اس لئے وہ بھی کہتے ہیں کہ خدا ہے۔ یا چونکہ ان کے ماں باپ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ کوئی خدا ہے اس لئے وہ بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا ہے۔ مگر ان کو خدا کے متعلق کوئی ذاتی بصیرت یا یقین حاصل نہیں ہے۔ حالانکہ حقیقی اور زندہ ایمان وہی ہے جس میں انسان کو بصیرت اور یقین حاصل ہو اور اس کا دل خدا کی ہستی کے متعلق تسلی اور تشفی پا جائے اور آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اسی لئے مبعوث کیا ہے کہ میں لوگوں کو اس قسم کا ایمان عطا کروں اور خدا کی ذات کو ایک خیالی فلسفہ کی وادی سے نکال کر حقیقت کی چٹان پر قائم کردوں۔

آپ نے بار بار تشریح فرمائی ہے کہ خدا کا وجود ایسا نہیں ہے کہ خدا نے دنیا کو پیدا کیا اور پھر اس کی حکومت سے معزول ہو کر اور سارے تعلقات قطع کر کے الگ ہو کر بیٹھ گیا۔ بلکہ وہ ایک تعلق رکھنے والا، دنیا کے کاموں میں دلچسپی لینے والا، اپنی مخلوق کی نیکی بدی کو دیکھنے والا خدا ہے جو اپنے نیک بندوں کا دوست اور محافظ ہوتا ہے اور ان کو دشمنوں کے شر سے بچاتا اور ان کے لئے ترقی کے رستے کھولتا ہے اور مشکلات میں ان کے کام آتا ہے اور برے اور شریر لوگوں کو وہ کبھی کبھی اس دنیا میں ہی اصلاح کے خیال سے پکڑتا اور سزا دیتا ہے۔ پس جب دنیا کا خدا ایسا خدا ہے تو اس کے متعلق ایک محض فلسفیانہ ایمان کوئی حقیقت نہیں رکھتا جب تک کہ اس کے متعلق دلی یقین اور بصیرت کے ساتھ ایمان لا کر اس کے ساتھ تعلق نہ پیدا کیا جاوے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

نازمت کر اپنے ایماں پر کہ یہ ایماں نہیں
اس کو ہیرا مت گماں کر ہے یہ سنگِ کوہسار
پیٹنا ہوگا دو ہاتھوں سے کہ ہے ہے مر گئے
جبکہ ایماں کے تمہارے گند ہوں گے آشکار

توحید کی حقیقت اور مخفی شرک کی تشریح

تیسرا عقیدہ آپ نے پیش کیا کہ دنیا کو بتایا کہ حقیقی توحید صرف یہ نہیں کہ صرف منہ سے خدا کے ایک ہونے کا اقرار کیا جائے اور شرک صرف اس بات میں محدود نہیں کہ کسی بُت یا انسان یا سورج یا پہاڑ یا دریا کو خدا مان کر اس کے سامنے سجدہ کیا جائے۔ بلکہ یہ چیزیں صرف موٹے طور پر توحید اور شرک کو بیان کرتی ہیں اور توحید اور شرک کی حقیقی تشریح ان سے بہت زیادہ وسیع اور بہت زیادہ گہری ہے۔ چنانچہ آپ نے بتایا کہ اصل توحید یہ ہے کہ انسان نہ صرف منہ سے خدا کے ایک ہونے کا قائل ہو بلکہ اس کی کامل محبت اور کامل خوف اور کامل بھروسہ صرف خدا کی ذات کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور یہ کہ شرک صرف یہ نہیں کہ کسی بت وغیرہ کی پرستش کی جائے بلکہ حقیقی شرک میں یہ بات بھی داخل ہے کہ انسان کسی چیز کی ایسی عزت کرے جو خدا کی کرنی چاہئے اور کسی چیز کے ساتھ ایسی محبت کرے جو خدا سے کرنی چاہئے اور کسی چیز سے ایسا خوف کھائے جو خدا سے کھانا چاہئے اور کسی چیز پر ایسا بھروسہ کرے جو خدا پر کرنا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

ہر چہ غیر خدا بخاطر تست
آں بتِ تست اے بایماں سست
پُر حذر باش زیں بتانِ نہاں
دامن دل ز دست شاں برہاں

"یعنی ہر وہ چیز کہ جو خدا کے مقابل پر تیرے دل میں جگہ پائے ہوئے ہے وہ تیرے دل کا ایک مخفی بت ہے۔ مگر اے کمزور ایمان والے شخص تُو اسے سمجھتا نہیں۔ تجھے چاہئے کہ اپنے ان مخفی بتوں کی طرف سے ہوشیار رہے اور اپنے دل کے دامن کو ان کی گرفت سے بچا کر رکھے۔"

آپ نے بار بار اور کثرت کے ساتھ بیان کیا کہ مثلاً اگر کوئی شخص بیمار ہو کر اپنے ظاہری علاج معالجہ پر اتنا بھروسہ کرے کہ گویا خدا کو بھلا ہی دے اور ساری طاقت اور ساری شفا دوائی میں ہی سمجھنے لگ جائے تو وہ بھی ایک قسم کے مخفی شرک کا ارتکاب کرتا ہے کیونکہ وہ دوائی کو وہ درجہ دیتا ہے جو خدا کو دینا چاہئے۔ آپ نے لکھا کہ اسلام اسباب کے اختیار کرنے سے نہیں روکتا بلکہ حکم دیتا ہے کہ کسی مقصد کے حصول کے لئے جو اسباب خدا کی طرف سے مقرر ہیں انہیں استعمال کرو کیونکہ وہ بھی خدا کے پیدا کردہ ذرائع ہیں مگر اسلام ان اسباب پر تکیہ کرنے سے اور انہیں کامیابی کا آخری ذریعہ قرار دینے سے منع کرتا ہے بلکہ ہدایت دیتا ہے کہ اصل بھروسہ صرف خدا پر رکھو جس نے یہ سارے اسباب پیدا کئے ہیں اور جو اس دنیا کی آخری علت العلل ہے۔ چنانچہ آپ اپنی جماعت کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:۔

"خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی .... میں تمہیں حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے .... خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے۔ اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں۔"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22-23)

مَلَائِکَۃُ اللّٰہ کی حقیقت

چوتھا عقیدہ جو آپ نے دنیا کے سامنے پیش کیا وہ ملائکۃ اللہ کی تشریح کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ فرشتوں کے وجود کو قریباً ہر مذہب و ملت نے مانا ہے اس لئے ہمیں اس جگہ ان کی ہستی کی بحث میں جانے کی ضرورت نہیں۔ صرف اس قدر بتانا کافی ہے کہ فرشتوں کے متعلق یہ ایک عام عقیدہ ہو رہا تھا کہ فرشتے کوئی خاص قسم کی عجیب وغریب مخلوق ہے جو خدا اور انسان کے درمیان واسطہ کا کام دیتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس بارے میں تشریح فرمائی کہ بے شک فرشتے خدا کی ایک مخفی مخلوق ہے مگر ان کے متعلق وہ عجیب وغریب خیالات جو ان کی شکل وصورت وغیرہ کے متعلق رائج ہیں مثلاً یہ کہ وہ ایک پَروں کے ساتھ اڑنے والی مخلوق ہے اور ان کے یہ یہ رنگ اور اتنے اتنے پر ہیں وغیر ذالک، یہ درست نہیں ہیں۔ بلکہ اس قسم کے الفاظ بطور استعارہ بیان ہوئے ہیں اور فرشتوں کی اصل شکل وصورت کا علم صرف خدا کو ہے۔ البتہ قرآن شریف و حدیث سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ فرشتے خدا کی ایک مخفی مخلوق ہے جو نظام عالم کو چلانے کے لئے بطور اسباب کے ہیں۔ یعنی جس طرح دنیا کے ظاہری نظام کو چلانے کے لئے خدا نے ظاہری اسباب مقرر کر رکھے ہیں مثلاً سورج اور چاند اور ستارے اور ہوا اور پانی اور زمین وغیرہ اور ان چیزوں کے خواص اور ان کی طاقتیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بعض مخفی اسباب بھی مقرر کئے ہیں جو فرشتوں کے نام سے موسوم ہیں اور ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس نظام عالم کو چلا رہا ہے۔

اسی طرح آپ نے یہ تشریح فرمائی کہ یہ جو فرشتوں کے نازل ہونے کا عقیدہ عام طور پر مسلمانوں کے اندر پایا جاتا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ کوئی فرشتہ خدا کا کلام لے کر نازل ہوتا ہے اور کوئی لوگوں کی روح قبض کرنے کے لئے نازل ہوتا ہے یہ فی الجملہ درست ہے۔ مگر فرشتوں کے نزول سے یہ مراد نہیں کہ وہ اپنی مقررہ جگہ کو چھوڑ کر زمین پر آ جاتے ہیں اور وہ اس وقت ان کے وجود سے خالی ہو جاتی ہے بلکہ فرشتوں کے نزول سے یہ مراد ہے کہ فرشتے اپنی اپنی جگہ پر رہتے ہوئے اپنے اپنے دائرہ میں دنیا کی چیزوں پر مقررہ اثرات پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً جس فرشتے کا کام کلام الٰہی کا پہنچانا ہے وہ یوں نہیں کرتا کہ خدا کے الفاظ کو لے کر کبوتر کی طرح اڑتا ہوا زمین پر پہنچ جاوے۔ بلکہ وہ صرف یہ کرتا ہے کہ اپنی خداداد طاقت کو حرکت میں لا کر خدا کے کلام کو اس کے منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ اسی طرح جس فرشتے نے کسی انسان کی روح قبض کرنی ہو وہ یہ نہیں کرتا کہ اپنی جگہ کو چھوڑ کر زمین پر آوے اور مرنے والے کی روح نکال کر پھر واپس اڑ جائے بلکہ وہ اپنی جگہ پر رہتے ہوئے ہی سارا کام سرانجام دیتا ہے۔ پس نزول سے خود فرشتوں کا جسمانی نزول مراد نہیں بلکہ ان کی خداداد طاقتوں کا پَرتو یا سایہ اور اثر مراد ہے جو حسب ضرورت زمین پر نازل ہوتا ہے۔

(فرشتوں کے متعلق بحث کے لئے دیکھو حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف توضیح المرام اور آئینہ کمالات اسلام وغیرہ)

اس دنیا کی عُمر اور خَلقِ آدم

پانچویں اصلاح حضرت مسیح موعودؑ نے یہ کی کہ لوگوں کے اس خیال کو رد کیا کہ گویا یہ دنیا صرف چھ سات ہزار سال سے ہے اور اس سے پہلے خدا نعوذ باللہ معطل تھا۔ دراصل چونکہ عیسائیوں کا بائبل کی بنا پر یہ عقیدہ تھا کہ انسان کی پیدائش کا آغاز آدم سے ہوا ہے اور آدم کو پیدا ہوئے صرف چھ ہزار سال ہوئے ہیں اس لئے ان کے ساتھ اختلاط کی وجہ سے بعد کے مسلمانوں میں بھی غلطی سے یہی عقیدہ داخل ہو گیا۔ مگر خود قرآن شریف نے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کوئی تعلیم نہیں دی تھی۔ بہرحال حضرت مسیح موعودؑ نے صراحت کے ساتھ اس عقیدے کو جھوٹا قرار دیا اور فرمایا کہ آدمی کی پیدائش سے دنیا کا آغاز مراد نہیں ہے بلکہ دنیا کا آغاز بہت قدیم سے ہے اور اس میں مخلوقات کے کئی دور آتے رہے ہیں جن میں سے موجودہ دور اس آخری آدم سے شروع ہوا ہے جس کی پیدائش پر چھ ہزار سال کا عرصہ گزرا ہے۔ پس آدم کی پیدائش سے دنیا کے ایک دور کا آغاز مراد ہے، نہ کہ دنیا کی پیدائش کا آغاز۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"ہم اس مسئلہ میں توریت کی پیروی نہیں کرتے کہ چھ سات ہزار سال سے ہی جب سے کہ آدم پیدا ہوا ہے اس دنیا کا آغاز ہوا ہے اور اس سے پہلے کچھ نہیں تھا اور گویا خدا معطل تھا اور نہ ہم اس بات کے مدعی ہیں کہ یہ تمام نسل جو اس وقت دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہے یہ اسی آخری آدم کی نسل ہے۔ ہم تو اس آدم سے پہلے بھی نسل انسانی کے قائل ہیں جیسا کہ قرآن شریف کے ان الفاظ سے پتہ لگتا ہے کہ "اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً"۔ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ آدم سے پہلے بھی دنیا میں مخلوق موجود تھی۔ پس امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ کے لوگوں کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اسی آخری آدم کی اولاد میں سے ہیں یا کہ کسی دوسرے آدم کی اولاد میں سے۔"

(الحکم مورخہ 30 مئی 1908ء صفحہ 5 کالم نمبر 2-3)

اسی ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ عقیدہ بھی پیش فرمایا کہ چونکہ خدا کی صفات قدیم سے ہیں اور ان میں مستقل تعطل جائز نہیں اس لئے یہ خیال کرنا کہ کوئی ایسا زمانہ بھی گزرا ہے کہ جب مخلوق کی کوئی نوع بھی دنیا میں موجود نہیں تھی درست نہیں۔ بلکہ ہر زمانہ میں مخلوق کی کوئی نہ کوئی نوع موجود رہی ہے اور ممکن ہے کہ انسان سے پہلے اس عالم میں مخلوق کی کوئی اور نوع پائی جاتی ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"یہ بات سچ ہے کہ خدا کی صفات خالقیت رازقیت وغیرہ سب قدیم ہیں، حادث نہیں ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کی صفات قدیمہ کے لحاظ سے مخلوق کا وجود نوعی طور پر قدیم ماننا پڑتا ہے نہ شخصی طور پر۔ یعنی مخلوق کی نوع قدیم سے چلی آتی ہے۔ ایک نوع کے بعد دوسری نوع خدا پیدا کرتا چلا آیا ہے۔ سو اسی طرح ہم ایمان رکھتے ہیں اور یہی قرآن شریف نے ہمیں سکھایا ہے۔ اور ہم نہیں جانتے کہ انسان سے پہلے کیا کیا خدا نے بنایا مگر اس قدر ہم جانتے ہیں کہ خدا کے تمام صفات کبھی ہمیشہ کے لئے معطل نہیں ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ کی قدیم صفات پر نظر کر کے مخلوق کے لئے قدامت نوعی ضروری ہے مگر قدامت شخصی ضروری نہیں۔"

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 168-169)

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر187

عہدِ خلافت خامسہ میں عربی زبان میں کتب اور تراجم کی اشاعت (6)

گزشتہ پانچ قسطوں میں ہم نے عہدِ خلافتِ خامسہ میں عربی زبانی میں مختلف کتب اور تراجم کی اشاعت کے کام کا ذکر کیا تھا۔اس قسط میں باقی عربی کتب اور تراجم کی اشاعت کی تفصیل اور مختصر تعارف پیش کیا جائے گا۔

انوار العلوم کی بعض کتب کا ترجمہ

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ مکرم عبد المجید عامر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی کتاب ’’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘‘ اور’’اسلام میں اختلافات کا آغاز‘‘ کا عربی ترجمہ کیا۔

منصب خلافت

خلافت جوبلی کے موقعہ پرجن کتب کے عربی ترجمہ کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظوری عنایت فرمائی ان میں سے ایک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی کتاب ’’منصب خلافت‘‘ بھی تھی۔مکرم محمد احمد نعیم صاحب کواس کے ترجمہ کا شرف حاصل ہوااور یہ ترجمہ 2011ء میں طبع ہوا۔

منہاج الطالبین

خاکسار (محمد طاہر ندیم) نے اس کتاب کا ترجمہ وقتاً فوقتاً کرنا شروع کیا تھا۔لیکن اس کی کوئی باقاعدہ اجازت نہ لی تھی۔ خیال یہی تھا کہ ترجمہ مکمل کر کے حضورانور کی خدمت میں پیش کردوں گا۔لیکن اسی اثناء میں مکرم تمیم ابو دقہ صاحب آف اردن کی اہلیہ مکرمہ فجر عطایا صاحبہ نے حضورانور کی خدمت میں اسی کتاب کے انگریزی ترجمہ سے عربی ترجمہ کرنے کے لئے درخواست کی۔ چونکہ خاکسار نے اس کے ترجمہ کی باقاعدہ اجازت نہ لی تھی اس لئے یہی فیصلہ کیا کہ اجازت ملنے کی صورت میں خاکسار مکرم تمیم صاحب کی اہلیہ کو اپنا ترجمہ شدہ حصہ ارسال کر دے گا۔ لیکن حضورانور نے ان کی درخواست پر یہ فرمایا کہ انگریزی ترجمہ چیک کروالیں کہ اس کا معیار کیا ہے۔ جب وکالت تصنیف ربوہ سے اس کے بارہ میں پوچھا گیا تو ان کی طرف سے یہ جواب موصول ہوا کہ اس کتاب کے انگریزی ترجمہ کی نظر ثانی کا کام ہورہا ہے اور پہلے ترجمہ میں اصلاح کی ضرورت ہے۔جب اس بات کی اطلاع تمیم صاحب کی اہلیہ کودی گئی توانہوں نے حضورانور کی خدمت میں اس کی جگہ ایک اور انگریزی کتاب کے عربی ترجمہ کی اجازت کے لئے لکھ دیا۔اس کے بعد خاکسار نے مکرم عبد المومن طاہر صاحب انچارج عربی ڈیسک کوحقیقت حال سے آگاہ کیا جس کے بعد حضورانور سے اس کتاب کے ترجمہ کی باقاعدہ منظوری لی گئی اور یوں یہ ترجمہ بفضلہٖ تعالیٰ 2011ء میں مکمل ہوکر شائع ہوگیا۔

ازاں بعد اس کتاب کے مضامین کے بارہ میں مکرم شریف عودہ صاحب نے کبابیر سے ہفتہ وار لائیو تربیتی پروگرام پیش کرنے کی اجازت کی درخواست کی تو حضور انور نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ منہاج الطالبین کے مضامین پر آپ کے پروگرامز کا سلسلہ تو کئی ماہ تک چلے گا۔ چنانچہ یہی ہوااور کئی ماہ سے یہ سلسلہ ابھی (فروری 2012ء) تک جاری ہے۔

اس کتاب کے ترجمہ کومختلف عرب دوستوں نے پڑھااورحضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے آسمانی علم کے مدّاح بن کر بے حد تعریف کی۔ایک دوست حسن عابدین صاحب آف شام نے لکھا کہ اگرحضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور کوئی کتاب نہ بھی لکھتے تب بھی یہ کتاب اکیلی ہی آپ کو مصلح موعود ثابت کرنے کے لئے کافی تھی۔

اس کے علاوہ انوار العلوم میں سے حضورانور کی اجازت سے خاکسار (محمد طاہر ندیم) کو’’عرفان الٰہی‘‘ اور’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے‘‘ کا ترجمہ بھی مکمل کرنے کی توفیق ملی جبکہ’’تقدیر الٰہی‘‘ کا ترجمہ جاری ہے۔’’ملائکۃ اللہ‘‘ کے عربی ترجمہ کا شرف مکرم محمد احمد نعیم صاحب کو حاصل ہوا ہے۔

اسی طرح مکرم میر انجم پرویز صاحب مربی سلسلہ کوبھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل مختصر پمفلٹس کے ترجمہ کی توفیق ملی ہے: ’امراء اور عہدیداران کے لئے نصائح‘، ’ہستی باری تعالیٰ کے دس دلائل‘۔

زَهَقَ الْبَاطِل

پاکستانی ڈکٹیٹر ضیاء الحق نے 1984ء کے ظالمانہ آرڈیننس کے بعد جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹ اور افتراء پر مبنی ایک قرطاس ابیض شائع کیا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبات اور خطابات میں اس قرطاس ابیض میں مذکور الزامات اور اعتراضات کا مدلّل ردّ پیش فرمایا جو بعد میں 18 خطبات وخطابات پر مشتمل مجموعہ ’’زَهَقَ الْبَاطِل‘‘ کے نام سے شائع ہوا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے عہد مبارک میں ہی ان خطبات کے ترجمہ اور اشاعت کا کام شروع ہو گیا تھا۔ابتدائی چند خطبات کا ترجمہ مکرم عبد المومن طاہر صاحب نے کیا تھا اور مکرم محمد حلمی الشافعی صاحب مرحوم نے ان کی نظر ثانی کا کام کیا تھا۔پھر یہ خطبات رسالہ ’التقویٰ‘ میں بھی چھپ گئے اور علیحدہ طور پر پمفلٹ کی شکل میں بھی شائع کر دیئے گئے۔ بعد میں یہ کام مکرم عبد المجید عامر صاحب کے سپرد ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات تک چودھویں خطبہ تک کے پمفلٹس تیار ہو کر علیحدہ شائع ہو گئے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خلافت کے ابتداء میں یہ فیصلہ ہوا کہ تمام خطبات کو یکجائی صورت میں شائع کردیا جائے۔لہذا زَهَقَ الْبَاطِل کے نام سے یہ کتاب 2005ء میں چھپ گئی۔

اس کتاب میں موجود مختلف حوالہ جات کو اصل کے ساتھ چیک کیا گیا اورحضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے حسب ہدایات بعض عبارات میں مناسب تبدیلیاں بھی کی گئیں۔ نیز بعض نادر حوالہ جات کی کاپی بھی کتاب کے آخر پر لگائی گئی ہے۔

خاتم النبيين ..المفهوم الحقيقي

یہ کتاب زَهَقَ الْبَاطِل میں موجود حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے جلسہ سالانہ برطانیہ 1985ء کے موقعہ پر ایک خطاب سے عبارت ہے۔گو یہ خطاب زَهَقَ الْبَاطِل کتاب میں بھی چھپ چکا تھا لیکن اس مضمون کی اہمیت کے پیش نظر اسے علیحدہ طور پر کتابی شکل میں بھی شائع کیا گیا۔ یہ کتاب بھی 2005ء میں چھپی۔

اَلْمَسِيْحِيَّةُ......رِحْلَةٌ مِنَ الْحَقِيْقَةِ إِلَي الْخَيَال

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی انگریزی زبان میں معرکۃ الآراء تالیف Christianity: A Journey from Facts to Fiction کا ترجمہ شام کے احمدی مکرم محمد منیر ادلبی صاحب نے کیا، جو کئی مراحل سے گزرنے کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ 2005ء میں شائع ہوگیا۔

ہومیوپیتھی کا ترجمہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہومیوپیتھی کی کلاسیں جب ایم ٹی اے پر شروع ہوئیں تو اس کے کچھ عرصہ بعد 1995ء میں آپ کے ارشاد کے مطابق ان کلاسز کے عربی ترجمہ کا کام مکرم عبد المجید عامر صاحب کے سپرد ہوا جو اس وقت سیریا میں عربی زبان کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ازاں بعد اس پر کام ہوتا رہا تاآنکہ یہ ترجمہ 2007ء میں تیار ہوکر طبع ہوگیا۔

شُرُوْطُ الْبَيْعَة

یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ’شرائط بیعت اور ہماری ذمہ داریاں‘ کے عنوان سے چھپنے والے مجموعہ خطبات جمعہ وخطابات کا ترجمہ ہے۔ جسے انگریزی ترجمہ سے مکرم محمد منیر ادلبی صاحب آف شام نے عربی میں ترجمہ کیا ہے۔یہ کتاب 2009ء میں شائع ہوئی۔

أُسْوَةُ الرَّسُوْل صلی اللہ علیہ وسلم وَالرَدُّ عَلَى الطَّاعِنِيْن

یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے 6 خطبات کا مجموعہ ہے جو آپ نے پوپ کے اسلام مخالف بیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون شائع کرنے والوں کے ردّ میں ارشاد فرمائے جن میں آپ نے صحیح اسلامی تعلیمات کے حوالے سے نہ صرف ان تمام اعتراضات کا نہایت مؤثر جواب عطا فرمایا ہے بلکہ درست اسلامی ردّعمل کی بھی وضاحت فرمائی ہے۔اس کتاب کا ترجمہ عربک ڈیسک کے ممبران نے کیا ہے۔ یہ کتاب 2007ء میں شائع ہوئی۔

نِدَاء الإمام

یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خلافت جوبلی کے موقع پر جماعت کے نام تفصیلی پیغام اورآپ کے خلافت جوبلی کے تاریخی خطاب کے مجموعہ سے عبارت ہے۔اس کا عربی ترجمہ بھی عربک ڈیسک کے ممبران نے کیا ہے اور یہ کتاب 2008ء میں شائع ہوئی۔

خطبات جمعہ وخطابات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے فروری 2008 سے لے کر آج تک کے جملہ خطبات جمعہ کا عربی ترجمہ ویب سائٹ پر موجود ہے۔ اسی طرح حضورانور کے مختلف جلسہ سالانہ اوراجتماعات وغیرہ کے مواقع پر ہونے والے اکثر خطابات کا بھی ترجمہ کرکے ویب سائٹ پردے دیا جاتا ہے۔

اَلْجِهَاد، اَلْمَفْهُوْمُ الْإِسْلَامِي الصَّحِيْح

حضورانور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی خلافت کے شروع میں ہی عربک ڈیسک کوحضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں جہاد کے مفہوم کی وضاحت کے لئے ایک پمفلٹ تیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔جس کی بناء پر 2004 میں ایک چھوٹا سا پمفلٹ شائع کیا گیا۔اس کا دوسرا ایڈیشن 2010 میں شائع ہوا۔

ظَهَرَ الْمَسِيْح... اَلْإمام المهدى

حضورانور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریرات کی روشنی میں آپ کی آمد کے اعلان پر مبنی یہ چھوٹا سا پمفلٹ بھی 2004ء میں شائع ہوا اور اس کا دوسرا ایڈیشن 2010ء میں شائع کیا گیا۔

اَلنُّبُوَّة وَالْخِلَافَةُ وَمُغَالَطَات اَلْجَمْعِيَّةُ الْاَحْمَدِيَّة اللّاهورِية

لاہوری جماعت کے خیالات کے ردّ میں 10/جون 1966ء کو مسجد مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی موجودگی میں علماءِ جماعت کی طرف سے چار مقالے پڑھے گئے۔ان چار مقالوں کے ساتھ مکرم عبد المومن طاہر صاحب کا لاہوری جماعت کے خیالات کے ردّ میں ایک مقالہ بھی شامل کر کے 2006ء میں عربی زبان میں کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا۔چاروں مقالہ جات کے عناوین اور مقالہ نگاروں کے اسماءِ گرامی اس طرح سے ہیں:

1۔’’نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام‘‘ (حوالہ جات غیر مبایعین 1914ء تک)‘‘ از حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب۔

2۔’’خلافت احمدیہ وبیعت خلافت‘‘ از مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب۔

3۔’’نبوت وخلافت کے متعلق اہل پیغام کا مؤقف‘‘۔از مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر۔

4۔'' نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کا موقف 1914ء سے پہلے اور بعد)''۔از حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس۔

ان چار مقالہ جات پر مبنی یہ کتاب ''نبوت وخلافت کے متعلق اہل پیغام اور جماعت احمدیہ کا موقف'' کے عنوان سے نظارت اصلاح وارشاد صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کے تحت شائع ہوچکی ہے اور جماعت کی مرکزی ویب سائیٹ پر بھی موجود ہے۔

مَجَلّہ التقویٰ کا خلافت جوبلی نمبر

خلافت جوبلی کے موقعہ پر حضور ایدہ اللہ کی ہدایات کی روشنی میں عربی رسالہ التقویٰ کا جوبلی نمبر نکالنے کا پروجیکٹ 2008ء کے آخر میں شروع ہوا۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے اس رسالہ میں شائع ہونے والے مواد کے بارہ میں ایک سکیم حضور انور کی خدمت میں پیش کی گئی۔ حضور انور کی طرف سے منظوری اور راہنمائی کے بعد اس پروجیکٹ پر کام شروع ہوا۔ کچھ مضامین تو اراکین عربی ڈیسک کے ذمہ لگائے گئے جبکہ باقی مواد کے لئے مختلف عرب ممالک کے احباب کی خدمت میں لکھا گیا۔ نیز پرانے شماروں سے بھی کچھ مواد نکالا گیا۔ اس سلسلہ میں تمام تاریخی تصاویر اور وثائق کی کاپیاں بھی عرب ممالک سے منگوانے کی کوشش کی گئی۔

چونکہ 2008ء کے آخر تک تمام ذیلی تنظیموں اور مختلف جماعتی رسائل واخبارات کے خلافت جوبلی نمبر چھپ چکے تھے۔ اس لئے ان سے بھی خاصی مدد لی گئی۔ اس سلسلہ میں تحریک جدید پاکستان کے تحت شائع ہونے والا جوبلی نمبر سرفہرست ہے جس سے کئی امور کے بارہ میں تاریخی مواد لے کر ترجمہ کیا گیا۔

چونکہ وقت بہت تھوڑا تھا اس لئے یہ فیصلہ ہوا کہ جو جو حصہ تیار ہوتا جائے اس کی ڈیزائننگ وغیرہ کا کام ساتھ کے ساتھ ہی ہوتا جائے۔ ڈیزائننگ کے لئے جب مختلف پروفیشنل حضرات سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے تقریباً 500 صفحات کے ایک ضخیم اور رنگین رسالہ کی ڈیزائننگ کے لئے بہت بھاری اجرت کا مطالبہ کیا۔ جب یہ بات حضور انور کی خدمت میں پیش ہوئی تو حضور انور نے فرمایا کہ خود کریں۔ قبل ازیں مکرم عبادہ بربوش صاحب ایڈیٹر مجلّہ التقویٰ کا ماہانہ شمارہ سیٹ کرتے تھے جو کہ بلیک اینڈ وائٹ ہوتا تھا۔ جس کے لئے انہوں نے ایک نمونہ کی فائل بنائی ہوئی تھی جس میں ہر ماہ کے رسالہ کا مواد ڈال کر سیٹ کر لیتے تھے۔ اب جب حضور انور نے جوبلی نمبر کے بارہ میں ارشاد فرمایا کہ خود ڈیزائن کریں تو حضور انور کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات کو خدا تعالیٰ نے ہمارے حق میں دعائے مستجاب بنا دیا اور ہم جیسے لوگوں کو جو اس فن سے بالکل ہی نابلد تھے ایسی توفیق دی کہ جب یہ رسالہ طبع ہو کر لوگوں تک پہنچا تو ہر ایک نے تعریف کی۔

خاکسار (محمد طاہر ندیم) کو مکرم عبادہ صاحب کے ساتھ جوبلی نمبر کی ڈیزائننگ پر کام کرنے کے لئے کہا گیا۔ بنیادی طور پر اس رسالہ کی ڈیزائننگ اور سیٹنگ InDesign نامی پروگرام میں ہوئی۔ مکرم عبادہ صاحب کو اس پروگرام کے استعمال میں کسی قدر مہارت حاصل تھی جبکہ خاکسار کا علم اس بارہ میں صفر تھا۔ شروع میں تو خاکسار مکرم عبادہ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس بات کا ہی خیال رکھتا تھا کہ مختلف تصاویر کے ساتھ علمی مواد ڈالتے ہوئے کوئی غلطی نہ ہو جائے، یا اگر اس بارہ میں کوئی مشورہ ہوتا تو عرض کر دیتا۔ چند دنوں کے بعد عبادہ صاحب نے خاکسار کی بعض بنیادی امور کے بارہ میں راہنمائی کے بعد کہا کہ تمہیں کسی قدر کام کا پتہ چل گیا ہے، اس لئے میرے خیال میں تمہیں خود بعض مضامین کے صفحات کی ڈیزائننگ اور سیٹنگ کا کام کرنا چاہئے۔ تاہم جہاں مشکل ہوگی مَیں بتا دیا کروں گا۔ یوں خاکسار نے دوسرے کمپیوٹر پر علیحدہ کام کرنا شروع کر دیا اور گاہے گاہے مکرم عبادہ صاحب سے راہنمائی لیتا رہا۔ قصہ مختصر یہ کہ یہ حضور انور کی دعا کا اعجاز ہے کہ محض چند دنوں میں خاکسار نے اس رسالہ میں سے ایک سو سے زائد صفحات ڈیزائن کئے۔

اس رسالہ کا ٹائٹل مکرم عمیر علیم صاحب انچارج شعبہ مخزن تصاویر نے ڈیزائن کیا جبکہ بعض امور کے بارہ میں مکرم مرزا ندیم احمد صاحب (ابن مکرم مرزا نصیر احمد صاحب مرحوم وکیل ہائی کورٹ) نے بھی مدد فرمائی۔

یوں یہ رسالہ بفضلہٖ تعالیٰ 2009ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ سے قبل طبع ہوگیا۔ اس رسالہ کے کل 545 صفحات ہیں جس میں خلافت اور جماعت کی عربوں میں تاریخ، عالمی سطح پر جماعت کی خدمات کے بارہ میں بیش قیمت مواد اکٹھا کر دیا گیا ہے جسے عربوں نے بہت سراہا ہے۔ 2009ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر حضور انور نے بھی اس رسالہ کے بارہ میں اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا۔

وَالِدَتِی

حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی انگریزی زبان میں تالیف My Mother کا عربی ترجمہ مکرمہ ریم شریقی صاحبہ نے کیا جو مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد 2009 میں چھپ گیا۔

رُدُوْد وَشُبْہَات

کبابیر میں آنے والے مبلغین کرام نے وقتاً فوقتاً مختلف اعتراضات کے مدلل جوابات تیار کئے تھے۔ مکرم محمد حمید کوثر صاحب سابق مبلغ کبابیر نے ان تمام اعتراضات اور ان کے جوابات کو جمع کیا نیز بہت سے نئے اعتراضات کے مدلّل جوابات بھی شامل کر کے ایک کتاب بنائی تھی۔ اس پر کام ہوتا رہا یہاں تک کہ جماعت کی ویب سائٹ کا اجراء ہوگیا اور اس پر مختلف سوال آنے لگے۔ حضور انور نے ان کے جوابات دینے کے لئے مکرم ہانی طاہر صاحب اور مکرم تمیم ابو دقہ صاحب کا نام منظور فرمایا اور عربک ڈیسک کو ان کی مدد کا ارشاد فرمایا۔ یوں ایک عرصہ تک یہ سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہا تا آنکہ سوال وجواب کے لائیو عربی پروگرام ''سبیل الہدیٰ'' کا آغاز ہو گیا جس کے بعد ویب سائٹ پر آنے والے اکثر سوالوں کا جواب بھی اسی پروگرام میں دیا جاتا ہے۔ تاہم بکثرت سوالات ایسے ہیں جو بار بار کئے جاتے ہیں اور ان کے تحریری طور پر مدلّل جوابات دیئے جا چکے ہیں۔ لہٰذا اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ تمام اعتراضات اور ان کے جوابات کو جمع کر کے ایک خاص ترتیب دے کر کتابی شکل میں انٹرنیٹ پر دے دیا جائے۔ لہٰذا اب یہ کتاب ''ردود وشبہات'' کے نام سے انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ اس کتاب کی جمع وترتیب کا کام مکرم ہانی طاہر صاحب نے کیا ہے۔

حسین قزق صاحب کا پراجیکٹ

مکرم حسین قزق صاحب جماعت احمدیہ اردن کے سابق صدر مرحوم طٰہٰ قزق صاحب کے عزیز ہیں اور پرانے احمدی ہیں۔ آج کل کینیڈا میں ہیں اور وقف کرنے کے بعد بطور مقامی مشنری خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مکرم حسین قزق صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے عہد خلافت میں بائبل اور قرآن کریم کے حوالے سے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں ایک کتاب لکھی تھی جس میں دیگر اختلافی مسائل کا بھی تذکرہ کیا گیا تھا۔ یہ کتاب تقریباً ڈیڑھ ہزار صفحات پر مشتمل تھی۔ شاید طوالت اور بعض دیگر وجوہات کی بنا پر شائع نہ ہوسکی۔ اس کے بعد مکرم حسین قزق صاحب نے اس کتاب کے مواد کے ساتھ جماعتی لٹریچر سے دیگر اختلافی مسائل کے بارہ میں حوالہ جات لے کر پاور پوائنٹ میں ایک پروگرام بنایا جسے ''اَلْجَمَاعَۃ الإِسْلَامِیَۃ الأَحمَدِیہ'' کا نام دیا۔ اس پروگرام کی کسی قدر تفصیل یہ ہے کہ مثال کے طور پر اس میں اگر وفات مسیح علیہ السلام پر کلک کریں تو آگے مندرجہ ذیل آپشنز کے tab کھلیں گے:

از روئے قرآن، از روئے حدیث، از روئے اقوال علماء سلف وغیرہ۔ پھر از روئے قرآن والے tab پر کلک کرنے سے وفات مسیح کے بارہ میں آیات قرآنیہ کی لسٹ آجائے گی۔ پھر ہر آیت پر کلک کرنے سے وجہِ استدلال کی تفصیل والا صفحہ کھل جائے گا۔ اسی طرح دیگر مسائل کے بارہ میں اسی طرح کا طریق اپنایا گیا ہے۔

یوں مکرم حسین قزق صاحب نے ایک ایسا کام کیا ہے جو ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے اور تبلیغی اور تعلیمی میدان میں بہت فائدہ مند ہوسکتا ہے۔ یہ پروگرام بفضلہٖ تعالیٰ اب ہماری عربی ویب سائٹ پر ڈال دیا گیا ہے۔ اور حسب ذیل ایڈریس پر اسے دیکھا جاسکتا ہے۔

http:/islamahmadiyya.net/show_page.asp?_kay=2&article_210

(باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞

لجنہ اماء اللہ سیرالیون کے تیسرے سالانہ اجتماع کا شاندار انعقاد

علمی وتربیتی تقاریر۔ غیر از جماعت مہمانوں کی شرکت

(مبشرہ فردوس اہلیہ سعید الرحمٰن۔ سیرالیون)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے لجنہ اماء اللہ سیرالیون کو مرکزی شہر فری ٹاؤن میں مورخہ 18 دسمبر 2011ء کو اپنا تیسرا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جس میں گیارہ ریجنز سے 560 لجنہ وناصرات نے شرکت کی۔ الحمدللہ علی ذلک۔

اس اجتماع کیلئے سینٹرل مسجد (بیت السبوح) کے ہال کو آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے اقتباسات کے خوبصورت بینرز اور پوسٹرز کے ساتھ سجایا گیا۔

17 دسمبر کی شام کو تمام لجنات اور ناصرات سینٹرل مسجد فری ٹاؤن کے احاطہ میں موجود رہائش کی جگہ میں پہنچ گئیں۔ سب مہمانوں کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ فری ٹاؤن کی جماعتوں سے لجنہ وناصرات صبح 8 بجے سینٹرل مسجد فری ٹاؤن میں پہنچیں۔ اور ناشتہ کے بعد مارچ پاسٹ شروع ہوئی۔ ہر جماعت کی لجنہ وناصرات سفید لباس میں ملبوس اپنی اپنی مجلس کے بینرز اٹھائے ہوئے تھیں۔ بینرز کے اوپر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کے اقتباس تحریر کئے گئے تھے۔ مارچ پاسٹ کے دوران نعرہ ہائے تکبیر ورسالت لگائے اور لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کیا گیا۔ اس کے علاوہ متفرق اسلامی نظمیں پڑھی گئیں۔ یہ نظارہ مختلف طبقہ کے لوگوں کیلئے قابل دید تھا اور جماعت کے مزید تعارف کا ذریعہ بنا۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت قرآن کریم، لجنہ کا عہد اور نظم کے بعد نیشنل صدر لجنہ مسز سلمی کالوں صاحبہ نے تمام مہمانوں کو ''ویلکم ایڈریس'' پیش کیا۔ جس کے بعد ریجنل صدران لجنہ اماء اللہ نے مختلف تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔

اس پروگرام میں غیر از جماعت تین بڑی ویمن مسلم آرگنائزیشنز کی صدران نے بھی شرکت کی۔ اور اپنی اپنی تنظیموں کی طرف سے اس پروگرام کے انعقاد پر مبارک باد پیش کی اور جماعت کے ان پروگراموں کو سراہا۔ اور کہا ہے کہ ہم ان تقاریر سے بہت ہی متاثر ہوئی ہیں۔ اور عورتوں کے لباس اور پردہ کے حوالے سے جماعت جو کوشش کر رہی ہے وہ گرانقدر ہے کیونکہ لباس اور پردہ ہی عورت کا حسن ہے۔ جماعت احمدیہ ہی ایک منظّم اور مؤثر طریقے سے معاشرے کے ہر فرد بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کی تربیت کیلئے درد رکھتی ہے۔

اجتماع کے پروگرام میں لجنہ وناصرات کی ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کیلئے علمی مقابلہ جات کا بھی انعقاد کیا گیا۔ جن میں تلاوت قرآن کریم، حفظ قرآن (سورۃ بقرہ پہلی سترہ آیات)۔ خلافت جوبلی دعائیں۔ اور نظم اور تقاریر اور دینی معلومات کے مقابلے ہوئے۔

مقابلہ جات میں پوزیشنز لینے والی لجنہ وناصرات میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ مجموعی طور پر 91 Mile ریجن اوّل قرار پایا اور ٹرافی کا حق دار ٹھہرا۔ ایگزیکٹو ممبرات کو بھی حوصلہ افزائی کیلئے انعامات دئے گئے۔ دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ اس اجتماع میں شامل ہونے والی تمام لجنہ وناصرات کو اپنے فضل سے نوازے اور خادم دین بنائے۔ آمین

۞۞۞۞۞۞

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

خطبہ جمعہ

لندن میں فیلتھم(Felthum) کے علاقہ میں مسجد بیت الواحد کا افتتاح

اب دنیا میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور سچائی صرف مساجد کے ذریعہ ہی پھیلے گی

اللہ کرے کہ یہاں ہر علاقے میں جماعت کو اپنی مسجد بنانے کی توفیق مل جائے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش اور ارشاد کو پورا کرتے ہوئے ہماری مسجدیں اسلام اور جماعت کے تعارف کا ذریعہ بنیں، تبلیغ کے نئے میدان کھلیں اور دنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیم کا پتہ چلے۔ کیونکہ آج اس زمانے میں جماعت احمدیہ ہی ہے جو حقیقی اسلام دنیا کے سامنے پیش کرسکتی ہے۔

ہمارا تو اب یہ اور صرف یہی کام ہے اور یہ مقصد ہونا چاہئے کہ جہاں خالص ہو کر ایک خدا کی عبادت کے لئے مسجدوں میں آئیں تا کہ ہماری عبادتوں کے معیار بڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے ایک زندہ تعلق قائم ہو، وہاں اس سچائی کے نور کو دنیا میں پھیلانے کا بھی باعث بنیں۔

پس جب سچائی کے نور کو دنیا میں پھیلانا ہے تو ہمیں صرف ظاہری عبادت کا دعویٰ کافی نہیں ہوگا بلکہ اس نور سے اپنے آپ کو بھی منور کرنا ہوگا۔

مسجد کی تعمیر کے ساتھ جہاں تبلیغ کے راستے کھلتے ہیں وہاں مخالفتیں بھی تیز ہوتی ہیں۔

ہم نے ہر قسم کے لوگوں کے شکوک وشبہات دور کرنے ہیں اور وہ اُسی وقت ہو سکتے ہیں جب ہماری عبادتیں خالصۃً لِلّٰہ ہوں گی۔

نماز باجماعت کے لئے مسجد میں آنے کے حکم کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ ایک جماعت کا نظارہ پیش ہو، سب ایک وجود بن جائیں اور آپس کی محبتیں بڑھیں اور رنجشیں دور ہوں۔

ہماری خوشی صرف مسجد کی تعمیر کے ساتھ نہیں ہے بلکہ مسجدوں کی تعمیر کے ساتھ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ پر عمل کرتے ہوئے حقیقی عبد بننے میں ہے۔

مسجد کا حق اُس کی تعمیر سے یا دس، بیس، پچاس ہزار یا لاکھ پاؤنڈ کی قربانی سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ مقصد کبھی اس طرح حاصل نہیں ہوگا۔ اصل مقصد اس کو آباد کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اور آبادی بھی ایسی جو خالصۃً لِلّٰہ ہو، خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے ہو، اور مسجد سے باہر نکل کر بھی اس عبادت کا ایسا اثر ہو کہ خدا تعالیٰ کے بندوں کا حق ادا کرنے والے بنیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24؍فروری 2012ء بمطابق 24؍تبلیغ 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الواحد فیلتھم(Felthum)۔لندن یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ -

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا۔ (سورة الجنّ:19)
قُلْ أَمَرَ رَبِّىْ بِالْقِسْطِ وَأَقِيْمُوْا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ۔ (سورة الاعراف:30)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ اور یقیناً مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔ یہ سورۃ الجنّ کی آیت ہے۔

اور دوسری آیت سورۃ اعراف کی ہے۔ اس کا ترجمہ ہے کہ تو کہہ دے کہ میرے ربّ نے انصاف کا حکم دیا ہے۔ نیز یہ کہ تم ہر مسجد میں اپنی توجہات اللہ کی طرف سیدھی رکھو اور دین کو اُس کے لئے خالص کرتے ہوئے اُسی کو پکارا کرو۔ جس طرح اُس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا، اسی طرح تم مرنے کے بعد لوٹو گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ آج اس علاقے میں ہمیں مسجد تعمیر کرکے اُس کے افتتاح کی توفیق مل رہی ہے۔ دنیا کے لئے بھی بتادوں کہ یہ فیلتھم (Felthum) کا علاقہ کہلاتا ہے۔ ہونسلو بھی قریب ہے۔ اس لئے اس علاقے کی یہ مشترکہ مسجد ہے۔ یہ دو جماعتیں ہیں ساؤتھ اور نارتھ۔ بلکہ یہاں کے ریجنل امیر صاحب کی باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاید یہ علاقے کی جامع مسجد ہی ہو کیونکہ میرے خیال میں ابھی تک اس علاقے میں مساجد میں یہ بڑی مسجد ہے جس میں جمعہ اور نمازوں کے لئے احباب آیا کریں گے۔ یہی مسجد کا مقصد ہوتا ہے۔

اللہ کرے کہ یہاں ہر علاقے میں جماعت کو اپنی مسجد بنانے کی توفیق مل جائے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش اور ارشاد کو پورا کرتے ہوئے ہماری مسجدیں اسلام اور جماعت کے تعارف کا ذریعہ بنیں، تبلیغ کے نئے میدان کھلیں اور دنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیم کا پتہ چلے۔ کیونکہ آج اس زمانے میں جماعت احمدیہ ہی ہے جو حقیقی اسلام دنیا کے سامنے پیش کرسکتی ہے۔

اور پھر ہمارے لئے مساجد کی تعمیر اس لئے بھی اہم ہے کہ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بلکہ حکم دیا کہ قبیلوں یا محلوں میں یا گھروں میں مسجدیں بناؤ۔ (سنن ابن ماجہ کتاب المساجد والجماعات باب تطهير المساجد وتطييبها حديث 758)

اُس زمانے میں عموماً محلّے قبیلوں کی صورت میں آباد ہوا کرتے تھے، بلکہ آج کل بھی آپ دیکھیں۔ بعض قومیں دوسرے ملکوں میں جا کر ایک جگہ اکٹھا رہنے کو پسند کرتی ہیں۔ چینی لوگ جہاں بھی

جاتے ہیں چائنا ٹاؤن بنالیتے ہیں۔ بہرحال اس روایت میں ہے کہ ہر علاقے میں مسجدیں بناؤ اور پھر انہیں پاک وصاف بھی رکھو۔ اسی طرح قرآنِ کریم میں بھی متعدد جگہ پر مساجد کی تعمیر کا ارشاد ہے۔ پس مساجد کی بڑی اہمیت ہے۔ خاص طور پر ہمارے لئے جو احمدی مسلمان کہلاتے ہیں تا کہ جہاں ہم اپنی اجتماعی عبادتوں کے لئے ایک پاک صاف جگہ کا انتظام کریں اور اُس کے لئے خاص اہتمام کریں وہاں آجکل جبکہ اسلام کے خلاف بیشمار غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ گو اس علاقے میں ساؤتھ ہال اور ہونسلو میں ہمارے سینٹر ہیں، اور بھی جگہ مجھے انہوں نے بتایا کہ سینٹر ہیں جہاں نماز کے لئے سب جمع ہوتے ہیں۔ جماعتی پروگرام وغیرہ بھی ہوتے ہیں، غیروں کے ساتھ پروگرام بھی ہوتے ہیں لیکن باقاعدہ مسجد سے بہرحال نئے راستے کھلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقے میں اس ریجن میں ہی ہیز (Hayes) کی جماعت نے بھی مسجد بنالی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے ہفتے اُس کا بھی افتتاح ہوگا۔

یہ مسجد جس میں اس وقت خطبہ دیا جارہا ہے یہ عمارت گو خاص مسجد کے لئے، یعنی جسے purpose built مسجد کہتے ہیں، وہ تو نہیں ہے۔ ایک عمارت کو جو دفاتر کی عمارت تھی مسجد میں تبدیل کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہیز (Hayes) میں بھی کمیونٹی سنٹر کو مسجد میں تبدیل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مساجد کو، جیسا کہ مَیں نے کہا مختلف عمارتوں کو مسجد میں تبدیل کیا گیا ہے، ان مساجد کو اسلام کی تعلیم کے پھیلانے کا بھی ذریعہ بنائے۔ ہمارے ایمانوں میں ترقی کا بھی ذریعہ بنائے۔ اور ایمانوں میں ترقی ہی ہے جو ہر مسجد کے ساتھ خاص طور پر وابستہ ہے۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے مساجد کی اہمیت بیان فرمائی ہے کہ مسجد کی اہمیت اور اُس کے مقاصد کے بارے میں تمہیں کس طرح خیال رکھنا چاہئے۔ قرآنِ کریم میں دوسری جگہ بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔ بہرحال ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مساجد ایسی جگہیں ہیں جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ یہاں جو آئے خالص عبد بن کر آئے اور مسجدوں میں کبھی کوئی کفر، شرک بلکہ دنیاوی باتیں بھی نہ ہوں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاروباری باتیں بلکہ دنیاوی چیزوں کے، گمشدہ چیزوں کے اعلان کرنے سے بھی منع فرمایا۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ باب نھی عن نشدالضا لۃفی المسجدحدیث1260)

ہاں جن باتوں کی اجازت ہے وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے بعد اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے منصوبے، دنیا کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کے منصوبے اور اس پر عمل کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری کے سامان کرنے کے لئے مشورے اور اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے۔

یہاں اس پہلی آیت فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰہِ أَحَدًا میں اس بات کی بھی وضاحت ہوگئی کہ جب ہم یہ کہتے ہیں اور عموماً ہم یہی دنیا کو بتاتے ہیں کہ ہماری مساجد ہر ایک کے لئے کھلی ہیں تو اس کا ایک مطلب یہ ہے جس کا عموماً ہماری مساجد میں اظہار ہوتا ہے کہ کوئی شخص چاہے کسی بھی مذہب کا ہو یا لا مذہب بھی ہو، یہاں آسکتا ہے، آتا ہے اور اس کے پروگرام بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا ہوگا کہ مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہیں۔ اگر ہم کسی دوسرے مذہب والے کو عبادت کرنے کی اجازت دیں تو اس بات کی کہ جو خدا تعالیٰ کی خالص عبادت کا حصہ ہے۔ کیونکہ ہر مذہب میں ایک خدا کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔ تو جو خدا تعالیٰ کی خالص عبادت کا حصہ ہے وہ تو تم بیشک ہماری مسجد میں کر سکتے ہو اور جو بتوں کی عبادت کا حصہ ہے، جو شرک کے حصے ہیں وہ بہرحال مسجد سے باہر جا کر۔ پس اس شرط کے ساتھ کوئی بھی مذہب رکھنے والا مسجد میں آکر عبادت کر سکتا ہے۔ مسجدیں وہ جگہیں ہیں جہاں شرک کی بہرحال اجازت نہیں ہے۔ وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰہِ أَحَدًا کہ یقیناً مسجدیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ اُن کی تعمیر کا مقصد ہی ایک خدا کی عبادت کے لئے جمع ہونا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا گھر ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہی حکم فرمایا ہے کہ اگر میرے گھر میں عبادت کے لئے آنا ہے تو پھر میری اور صرف میری عبادت کرو اور جو میرے احکامات ہیں اُن پر عمل کرو۔ اس سے پہلی آیات میں بھی یہی مضمون چل رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات ہی واحد و یگانہ ذات ہے اور اس سے دور جانے والے اپنے کئے کی سزا بھگت لیں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد تو یہ بات اور بھی زیادہ روشن اور واضح ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ دنیا میں اپنی وحدانیت کو اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قائم فرمائے گا اور مساجد اس مقصد کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ اور اب دنیا میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور سچائی صرف اور صرف مساجد کے ذریعہ ہی پھیلے گی۔

پس وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے آنے والے آپ کے غلامِ صادق کی جماعت میں بھی شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہمارا تو اب یہ اور صرف یہی کام ہے اور یہ مقصد ہونا چاہئے کہ جہاں خالص ہو کر ایک خدا کی عبادت کے لئے مسجدوں میں آئیں تا کہ ہماری عبادتوں کے معیار بڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے ایک زندہ تعلق قائم ہو، وہاں اس سچائی کے نور کو دنیا میں پھیلانے کا بھی باعث بنیں۔ پس جب سچائی کے نور کو دنیا میں پھیلانا ہے تو ہمیں صرف ظاہری عبادت کا دعویٰ کافی نہیں ہوگا بلکہ اس نور سے اپنے آپ کو منور بھی کرنا ہوگا۔

مَیں نے جو دوسری آیت سورۃ اعراف کی تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے پہلے انصاف کا حکم دیا۔ فرمایا قُلْ أَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ۔ تو کہہ دے کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے۔ یہ حکم جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا وہاں ہر اُس حقیقی مومن کو بھی ہے جو آپ پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتا ہے۔

پس یہاں سب سے پہلے اس اعلان کا حکم ہے کہ ہم وہ لوگ ہیں جن کو انصاف قائم کرنے، حقوق قائم کرنے، ہر قسم کے امتیازی سلوکوں سے بالا تر ہونے اور تقویٰ پر چلنے کا حکم ہے۔ اور جن لوگوں کی یہ حالت ہوتی ہے وہی اللہ تعالیٰ کی طرف تمام تر توجہ پھیرتے ہوئے اُس کی عبادت کا بھی حق ادا کرتے ہیں۔ پس دلوں کے پاک لوگ ہی عبادت کا بھی حق ادا کرنے والے ہوتے ہیں۔ جن کی طبیعت میں نیکی، پاکیزگی اور انصاف نہیں وہ نہ تو حقوق العباد ادا کرتے ہیں اور نہ حقوق اللہ۔ ایک معاملے میں اگر نیکی اور انصاف کرتے ہیں تو دوسرے معاملے میں عدل و انصاف ایسے لوگوں میں نظر نہیں آتا۔

پس تقویٰ ہے جو انصاف قائم کرواتا ہے اور تقویٰ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف تمام تر توجہ پھیرنے کے لئے مائل کرتا ہے اور تقویٰ ہی ہے جو عبادت کا حق ادا کرواتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز کے وقت جب مسجدوں کا رُخ کرو تو اگر کسی بشری تقاضے کے تحت دنیاداری یا ذاتی مفادات نے تمہاری توجہ اِدھر اُدھر کر بھی دی ہے تو نماز کے بلاوے کے ساتھ ہی تمہارے خیالات اللہ تعالیٰ کے احکامات کی طرف منتقل ہو کر تمہیں اللہ کا حقیقی عبد بنانے والے ہونے چاہئیں۔ ورنہ یہ عبادتیں بے فائدہ ہیں یا مسجد میں آنا بے فائدہ ہے۔ پس جب دین خالص کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کو پکارنے کا حکم ہے تو عبادتوں کے معیار کے حصول کے لئے جو الٰہی احکامات ہیں اُن احکام کی پابندی کی بھی شرط لگادی۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر بھی عمل کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت اور تقویٰ ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی بھی کرواتا ہے اور یہ سب چیزیں ہی ہیں جو پھر خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والی بھی ایک انسان کو بناتی ہیں۔

اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ۔ کہ جس طرح اُس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اس طرح تم مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹو گے۔ انسان کو یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا میں کئے گئے اعمال اگلے جہان کی جزا سزا کا باعث بنتے ہیں۔ پس اللہ فرماتا ہے تمہاری جسمانی پیدائش کے مختلف مرحلے اور پھر یہ زندگی گزارنا تمہیں اس بات کی طرف توجہ دلانے والا ہونا چاہئے کہ مرنے کے بعد کی زندگی کے بھی مختلف دور ہیں جن میں سے روح نے گزرنا ہے۔ پس اس اخروی زندگی اور روح کی بہتر نشوونما کے لئے، صحیح نشوونما کے لئے اس دنیا کے اپنے اعمال کے ذریعے فکر کرو۔ اور یہ فکر اُسی وقت حقیقی رنگ میں ہوسکتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کیا جائے اور اپنی عبادتوں کو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بجا لایا جائے۔ اُس کے احکامات پر پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ عبادت کے وقت یہ ذہن میں ہو کہ خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں۔ اور یہ خالص عبادت ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پھیرتے ہوئے مجھے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بنائے گی اور اُخروی زندگی میں بھی۔

خالص عبادت کس طرح ہونی چاہئے؟ اس بات کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک سوال کرنے والے کے اس سوال پر کہ نماز میں کھڑے ہو کر اللہ جلّ شانہٗ کا کس طرح کا نقشہ پیشِ نظر ہونا چاہئے؟ حضرت مسیح موعودؑ نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ:

''موٹی بات ہے قرآنِ شریف میں لکھا ہے اُدْعُوهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (الاعراف:30) اخلاص سے خدا تعالیٰ کو یاد کرنا چاہئے اور اُس کے احسانوں کا بہت مطالعہ کرنا چاہئے''۔

(ملفوظات جلد پنجم۔ صفحہ 335۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

انسان پر اللہ تعالیٰ کے بیشمار احسانات ہیں اور خاص طور پر جو یہاں رہنے والے ہیں جہاں مذہبی آزادی بھی ہے اور دنیاوی معاملات میں بھی اللہ تعالیٰ کے بہت فضل اور احسان ہیں۔

فرمایا کہ ''اُس کے احسانوں کا بہت مطالعہ کرنا چاہئے۔ چاہئے کہ اخلاص ہو، احسان ہو اور اُس کی طرف ایسا رجوع ہو کہ بس وہی ایک ربّ اور حقیقی کارساز ہے۔ عبادت کے اصول کا خلاصہ اصل میں یہی ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح سے کھڑا کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اور یا یہ کہ خدا اُسے دیکھ رہا ہے۔ ہر قسم کی ملونی اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو جاوے اور اُسی کی عظمت اور اُسی کی ربوبیت کا خیال رکھے۔ ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا سے بہت مانگے اور بہت توبہ استغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اظہار کرے تا کہ تزکیۂ نفس ہو جاوے اور خدا سے سچا تعلق ہو جاوے اور اُسی کی محبت میں محو ہو جاوے''۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 335۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ حالت ہے جو ایک مومن کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور مسجد اس حالت کے پیدا کرنے اور اس کی یاددہانی کروانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسجد بننے سے ہماری ذمہ داری پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ جہاں ہم نے عبادتوں کے حق ادا کرنے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کے باقی احکامات کی پابندی کی طرف بھی توجہ کرنی ہے۔ پہلے سے بڑھ کر توجہ دینی ہے ورنہ ہم مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ پر عمل کرنے والے نہیں ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''اب یہ زمانہ ہے کہ اس میں ریاکاری، عُجب، خودبینی، تکبر، نخوت، رعونت وغیرہ صفاتِ رذیلہ ترقی کر گئے ہیں اور مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وغیرہ صفات حسنہ جو تھے وہ آسمان پر اُٹھ گئے ہیں''۔ توکّل، تفویض

وغیرہ سب باتیں کالعدم ہیں‘‘۔یعنی دنیاداری پر انحصار اور اپنی بڑائی تکبر وغیرہ بڑھتا چلا جارہا ہے۔اللہ تعالیٰ پر توکّل کم ہے۔دنیا کے خداؤں کی طرف توجہ زیادہ ہے۔اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی طرف توجہ کم ہے۔عبادت کے حق بھی ادا نہیں کئے جاتے اور جو کام اللہ تعالیٰ نے سپرد کئے ہیں، جن نیکیوں کا حکم دیا ہے اُن پر توجہ بالکل بھی نہیں ہے۔فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ کس طرح ہو سکتے ہیں؟ کس طرح یہ حق ادا کر سکتے ہیں؟ پھر آپ نے فرمایا کہ ’’اب خدا کا ارادہ ہے کہ ان کی تخم ریزی ہو‘‘۔

(البدر جلد 3 نمبر 10 مورخہ 8 مارچ 1904ء صفحہ 3)

یعنی ان نیک کاموں کی تخم ریزی ہو۔خدا کا یہ ارادہ کس طرح ہے؟ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج کر اپنے اس ارادے کو عملی جامہ پہنایا ہے۔

پس ہم جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہمیں دنیاداری سے ہٹ کر خالص ہونا ہوگا اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا، تب ہی مسجد بنانے کا ہمارا مقصد پورا ہوگا۔عبادتوں کے ساتھ اپنے اعمال کی درستی کی طرف توجہ دینی ہوگی۔جو یہ کرے گا وہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والا ہوگا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ کہ ’’اب خدا کا ارادہ ہے کہ ان کی تخم ریزی ہو‘‘ یہ نرے الفاظ نہیں ہیں بلکہ طبیعتوں میں یہ انقلاب اس تخم ریزی سے پیدا ہوئے۔آج سے ایک سو تئیس سال پہلے جو تخم ریزی ہوئی تھی، اُس نے لاکھوں عبادالصالحین پیدا کئے۔عبادالصالحین کے پھل آپ کو عطا کئے اور اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک آج بھی جاری ہے۔نئے لوگ جو جماعت میں شامل ہوتے ہیں وہ اس سوچ کے ساتھ ہوتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا ہو۔کس طرح عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی کوشش کی جائے۔کس طرح اعلیٰ معیار حاصل کئے جائیں جس سے بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بن جائے؟ آپ لوگ جو اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، آپ میں بہت بڑی تعداد ایسے احمدیوں کی ہے جن کے باپ دادا احمدی ہوئے۔جنہوں نے خدا تعالیٰ کے ارادے کو سمجھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آئے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معیار قائم کئے۔پس اُن بزرگوں کی عبادتوں کو مزید پھل لگانے کے لئے اگلی نسلوں کا فرض بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سچے تعلق کو نہ صرف قائم رکھیں بلکہ بڑھانے کی کوشش کریں۔اور یہی چیز ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو دوسروں سے ممتاز کرنے والی ہوگی۔ورنہ ظاہری نمازیں، ظاہری روزے، ظاہری طور پر قرآنِ کریم پڑھنا، اس کی تلاوت کرنا، یہ تو بہت سے دوسرے لوگ بھی کرتے ہیں۔ہم میں اور دوسروں میں فرق صرف اُسی وقت ظاہر ہوگا جب ہمارا ہر فعل خدا تعالیٰ کے لئے ہوگا اور جب ہم دنیاوی معاملات میں بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے پہلو تلاش کریں گے۔تو اُس وقت مساجد میں جا کر عبادت کے وقت بھی ہماری تمام تر توجہات خدا تعالیٰ کی طرف ہوں گی اور دین کو اُس کے لئے خالص کرتے ہوئے اُسے ہی پکاریں گے۔نمازوں میں ہماری توجہ ہمارے کاروباروں کی طرف نہیں ہوگی، ملازمتوں کی طرف نہیں ہوگی، دنیاوی خواہشات کے حصول کی طرف نہیں ہوگی، کسی دوسرے سے دنیاوی بدلے لینے کی طرف نہیں ہوگی بلکہ تمام معاملات خدا پر چھوڑ کر اُس کے حضور جھکیں گے۔اللہ کرے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔اُن باتوں پر عمل کرنے والے ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ہمیں حکم دیا ہے۔نیکیوں میں بڑھنے والے ہوں۔تقویٰ میں ترقی کرنے والے ہوں۔گناہوں اور زیادتی سے بچنے والے ہوں اور اس کے خلاف جہاد کرنے والے ہوں۔صرف بچنا ہی کام نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف جہاد بھی کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں سورۃ المائدہ میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ:

وَلاَ یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُواْ وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُواْ اللّهَ إِنَّ اللّهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔ (المائدۃ:3)

کہ تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کرو۔اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔اور گناہوں اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

آج اسلام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ شدت پسند مذہب ہے اور جنگ کو پسند کرنے والا مذہب ہے اور یہ کہ اسلام نعوذ باللہ طاقت سے اور تلوار کے زور سے پھیلا ہے اور اسلام نے ہر مذہب کے خلاف، جو بھی اسلام کے مخالف مذہب تھا یا دوسرے مذاہب تھے، ان سب کے خلاف اسلام نے تلوار اٹھائی ہے۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسلام پر اس اعتراض کا بھی ردّ فرمایا ہے۔آیت کے اس حصے میں کہ جو اللہ تعالیٰ کے خالص بندے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے، جن کی عبادتیں خدا تعالیٰ کی خاطر ہوتی ہیں، اُن کے تو دشمنوں سے یہ سلوک ہونے چاہئیں کہ کسی بھی طرح اُن پر زیادتی نہ ہو۔جنہوں نے زیادتی کی ہے، اُن کا جواب بھی زیادتی سے نہیں دینا۔

پس ایک مسلمان، وہ حقیقی مومن جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے، نیکی اور تقویٰ کے معاملات میں اپنوں اور غیروں میں ہر ایک سے بھرپور تعاون کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے۔اور گناہوں اور زیادتی کے کاموں سے بیزار رہے۔اور کبھی ایسے کاموں میں تعاون نہیں کر سکتا کیونکہ یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔یہ اپنی عبادتوں کو ضائع کر دینے کے مترادف ہے۔جو نمازیں نیکی کے کاموں میں روک بن رہی ہوں، زیادتی کے کاموں میں مددگار ہوں، تقویٰ سے عاری ہوں وہ صرف دکھاوے کی نمازیں ہیں۔اُن نمازوں اور عبادتوں کا اللہ تعالیٰ کی نظر میں کوئی مقام نہیں ہے، کوئی حیثیت نہیں ہے۔اور ایسی نمازیں پڑھنے والوں کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْن۔کہ ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے۔ہم جو زمانے کے امام کو مان کر اسلام کے احکامات پر چلنے کے عہد کی تجدید کرتے ہیں، ہم میں سے کسی سے یہ توقع کی ہی نہیں جا سکتی کہ وہ مسجد میں عبادت کے لئے آئے، اس مقصد کے لئے آئے جس کے لئے مسجد تعمیر کی گئی ہے اور پھر گناہوں اور زیادتیوں میں ملوث ہو جائے۔پس یہاں کے رہنے والے احمدیوں کو اس علاقے کے لوگوں کے ان تحفظات کو بھی دُور کرنا ہوگا۔

مسجد کی تعمیر کے ساتھ جہاں تبلیغ کے راستے کھلتے ہیں وہاں مخالفتیں بھی تیز ہوتی ہیں۔مسلمانوں کی طرف سے مخالفت اس لئے ہوتی ہے کہ اُن کے علماء کی طرف سے احمدیت کی غلط تصویر پیش کی جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت نبوت پر ڈاکہ مارنے والے ہیں۔جبکہ احمدی ہمیشہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ خاتم النبیین پر سب سے بڑھ کر یقین کرنے والے ہیں اور یہ فہم و ادراک ہمیں آپ کے عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے۔بہرحال مسلمانوں کی بھی مخالفت کا ہمیں سامنا ہوتا ہے۔اسی طرح غیر مسلم مقامی لوگ اسلام کی اپنے ذہن میں بنائی ہوئی غلط تصویر کی وجہ سے فکرمند ہو کر ہم سے زیادتی کرتے ہیں۔کچھ ویسے ہی Racist لوگ ہیں جو غیر قوموں کے، غیر ملکیوں کے خلاف ہیں، اُن کی طرف سے بھی زیادتی ہوتی ہے۔تو ہم تو ہر طرف سے زیادتی کا نشانہ بنتے ہیں۔پرسوں رات بھی یہاں مسجد کی دیوار پر جو غلط الفاظ لکھے گئے یا پینٹ وغیرہ پھینک کر گند کرنے کی کوشش کی گئی، یہ دل میں بٹھائی گئی اسی دشمنی کا نتیجہ ہے جو اسلام کے خلاف غیر مسلموں میں ہے۔پس ہم نے ہر قسم کے لوگوں کے شکوک و شبہات دور کرنے ہیں اور وہ اُسی وقت ہو سکتے ہیں جب ہماری عبادتیں خالصۃً للہ ہوں گی۔جب ہم مسجد کی تعمیر کے مقصد کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔

اسی طرح یہ بات بھی ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ جماعت کی خوبصورتی اسی میں ہے کہ اس میں آپس میں بھی نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے بڑھ کر اظہار پایا جائے۔آپس کے تعلقات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اس طرح بنایا جائے کہ ہر دیکھنے والا کہے کہ یہ آپس کی محبت اور بھائی چارہ اس جماعت کا ایک خاص وصف اور خاصہ ہے۔

نماز باجماعت کے لئے مسجد میں آنے کے حکم کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ ایک جماعت کا نظارہ پیش ہو۔سب ایک وجود بن جائیں اور آپس کی محبتیں بڑھیں اور رنجشیں دور ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’یہ دستور ہونا چاہیے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور ان کو طاقت دی جاوے۔یہ کس قدر نامناسب بات ہے کہ دو بھائی ہیں۔ایک تیرنا جانتا ہے اور دوسرا نہیں۔تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ دوسرے کو ڈوبنے سے بچاوے یا اس کو ڈوبنے دے؟ اس کا فرض ہے کہ اس کو غرق ہونے سے بچائے۔اسی لیے قرآن شریف میں آیا ہے: تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (المائدۃ:3) کمزور بھائیوں کا بار اُٹھاؤ۔عملی، ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو۔کوئی جماعت، جماعت نہیں ہو سکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے۔اور اس کی یہی صورت ہے کہ اُن کی پردہ پوشی کی جاوے۔صحابہ کو یہی تعلیم ہوئی کہ نئے مسلموں کی کمزوریاں دیکھ کر نہ چڑو، کیونکہ تم بھی ایسے ہی کمزور تھے۔اسی طرح یہ ضرور ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے‘‘۔

پھر فرماتے ہیں: ’’دیکھو وہ جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جو ایک دوسرے کو کھائے اور جب چار مل کر بیٹھیں تو ایک اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں اور کمزوروں اور غریبوں کی حقارت کریں اور اُن کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ایسا ہرگز نہیں چاہیے بلکہ اجماع میں چاہئے کہ قوت آجاوے اور وحدت پیدا ہو جاوے جس سے محبت آتی ہے اور برکات پیدا ہوتے ہیں۔............کیوں نہیں کیا جاتا کہ اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جاوے۔اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی، محبت اور عفو اور کرم کو عام کیا جاوے۔اور تمام عادتوں پر رحم اور ہمدردی، پردہ پوشی کو مقدم کر لیا جاوے۔ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں جو دل شکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں۔......جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرے۔پردہ پوشی کی جاوے۔جب یہ حالت پیدا ہو تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔......خدا تعالیٰ نے صحابہ کو بھی یہی طریق و نعمت

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

اخوّت یاددلائی ہے۔اگروہ سونے کے پہاڑ بھی خرچ کرتے تو وہ اخوّت ان کو نہ ملتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان کو ملی۔اسی طرح پر خدائے تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اسی قسم کی اخوت وہ یہاں قائم کرے گا''۔ (ملفوظات جلد2 صفحہ 263 تا265۔ایڈیشن2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ انقلاب پیدا کرنے کے لئے آئے تھے کہ تقویٰ کو دنیا میں دوبارہ قائم کریں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے عبادالرحمٰن کا خالص گروہ بنائیں۔ پس ہماری خوشی صرف مسجد کی تعمیر کے ساتھ نہیں ہے بلکہ مسجدوں کی تعمیر کے ساتھ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ پر عمل کرتے ہوئے حقیقی عبد بننے میں ہے۔ اس مادی دور میں جبکہ ہر طرف مادیت کے حصول کے لئے، دنیاداری کے لئے ایک دوڑ لگی ہوئی ہے، یہ معیار حاصل کرنا یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچنے والا بناتا ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے حقیقی اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچ رہا ہے۔ جہاں غیر مسلم بھی اسلام قبول کر کے عبادالرحمٰن بن رہے ہیں وہاں مسلمان بھی بدعتوں سے دور ہٹ کر حقیقی اسلام کو سمجھ رہے ہیں اور آپ کی بیعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے شروع میں بھی کہا تھا کہ حقیقی اسلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نمائندگی میں پیش فرماتے ہیں۔ پرسوں کی ڈاک میں ہی مَیں ایک اُزبک احمدی کا خط دیکھ رہا تھا، جس میں اس بات کا اظہار تھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اُن کی کایا پلٹی ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ نیک فطرتوں کو جماعت کا حصہ بناتا چلا جا رہا ہے اور بدعات سے پاک کر رہا ہے۔ اُزبک زبان میں انہوں نے لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ زندگی جو ہم اس وقت گزار رہے ہیں، اس میں کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جن سے ہم مکمل بے خبر حال میں رہے ہیں۔ آج کے دن تک وہ الفاظ جو انسان نے کبھی نہ سنے تھے، مثلاً یہ باتیں کہ وفات شدگان پر قرآن خوانی کرنا، (وہ اپنی بدعات کا ذکر کر رہے ہیں) یا عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ تسلیم کرنا وغیرہ۔ لیکن صبر و تحمل سے ہم نے اُن کتب کا مطالعہ کیا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چند ایک کتابوں کا مطالعہ کیا جو اُن کی زبان میں ابھی لٹریچر مہیا ہوا۔ کہتے ہیں کہ جوں جوں ہم پڑھتے گئے ہمارے قلوب میں، ہمارے دلوں میں روشنی اور نور داخل ہو کر ہمیں طاقت دیتا گیا۔ الحمد للہ ان کتب کو پڑھنے کے بعد ہمیں احساس ہوا کہ ہم تو لمبے عرصے سے اللہ تعالیٰ کی راہ سے بہت ہی دور جا چکے تھے۔ ہم آپ کی خدمت میں اپنے لئے درخواست کرتے ہیں کہ دعا کریں کہ جماعت سے لی گئی الٰہی قوت اور نور ہمارے پورے بدن میں سرایت کر جاوے۔ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ پہلی بدعتوں بھری زندگی سے ہم نے چھٹکارا پا لیا۔ الحمد للہ۔ (آگے اپنے گاؤں کا نقشہ لکھتے ہیں کہ) لیکن اگر آپ ہمارے گاؤں کے گلی کوچوں میں نکلیں تو اِنہی بدعتوں میں گرفتار انسانوں کو دیکھیں گے۔

پس نئے آنے والے کس طرح چھٹکارے پا رہے ہیں اور آپ تو جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا بہت سے بزرگوں کی اولادیں ہیں تو اس لئے ہمیں خاص طور پر بہت کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے اندر سے بدعتوں کو دور کریں۔ ظاہری رسم و رواج کو دور کریں۔ صرف زمانے کی رَو میں نہ بہتے چلے جائیں۔ نہیں تو یہ نئے آنے والے آگے نکلنے والے ثابت ہوں گے۔

یہ رسول جان اپنا نام لکھ رہے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ میرا تعلق آرٹیکوو (Artikov) نامی خاندان سے ہے۔ 68 سال کا ہوں۔ ہم سب اہلِ خانہ اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ مسیح موعود آ چکے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ ہمیں گواہی دینے والوں کی صف میں شمار کیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ہم آپ کی خدمت میں یہ بھی درخواست دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری آئندہ نسلوں میں علمائے اسلام اور مسلمان ڈاکٹر پیدا کرے۔ اُن کے ہاں ڈاکٹروں کی بھی کمی ہوگی۔ نام نہاد علماء تو پہلے بھی اُن کے ہیں، لیکن وہ حقیقی علماء کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ جو حقیقی عبادالرحمٰن ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ کے صحیح احکامات پر چلنے والے ہوں۔ اُس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں تو ان کے بارے میں وہاں کے مبلغ نے تعارف لکھا ہے کہ موصوف احمدیت کے سخت مخالف تھے۔ ان کا بیٹا پہلے احمدی ہو گیا اور یہ مخالفت کرتے رہے بلکہ اُس کو دھمکیاں دیتے رہے کہ تمہیں گھر سے نکال دوں گا۔ لیکن کسی طریقے سے 2008ء میں خلافت جوبلی کے جلسے میں شامل ہو گئے، اور اس جلسے کے دوران ہی ان پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے بیعت کر لی اور اب مبلغ لکھتے ہیں کہ وفا میں اتنے آگے بڑھ چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے صدقے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک خاص عشق ہو چکا ہے۔ کہتے ہیں احمدیت سے پہلے جب ہماری بحث ہوتی تھی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کو شدید نفرت تھی۔ لیکن اب یہ حال ہے کہ سیدنا مسیح موعود کے عاشقِ صادق اور فدائی ہو چکے ہیں۔ جب ان کو شروع میں جماعتی کتب دی گئیں تو بہت اعتراض کرتے تھے اور اب یہ حال ہے کہ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا اُزبک ترجمہ ہوا ہے تو کہتے ہیں پہلے میں نے ایک دفعہ پڑھی، پھر مجھے سمجھ آئی۔ پھر دوسری دفعہ پڑھی تو مجھے اور سرور حاصل ہوا۔ اب میں تیسری دفعہ پڑھ رہا ہوں۔

تو یہ ہے نئے آنے والوں کے ایمان کی حالت۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ بھی رشین ملکوں میں شمار ہونے والی ایک سٹیٹ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ وہ وقت آئے جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کو یہاں بھی پورا ہوتا دیکھیں کہ ہمیں وہاں ریت کے ذرّوں کی طرح احمدیت نظر آئے۔

پس اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے حقیقی اسلام کا دنیا کو پتہ چل رہا ہے۔ یہ وہ علاقے ہیں جہاں ہماری مسجدیں نہیں ہیں بلکہ کھل کے تبلیغ کی بھی اجازت نہیں اور تعارف بھی احمدیت کا اچھی طرح نہیں ہو سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے جگ کی مہار اس طرف پھیر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خود لوگوں کی توجہ پیدا ہو رہی ہے اور احمدیت کی فتح بھی انشاء اللہ تعالیٰ دعاؤں سے ہی ہونی ہے۔ ہمیں جو دنیا کے ان ملکوں میں، مغربی ممالک میں رہتے ہیں یہاں مذہبی آزادی بھی ہے اور عبادت کرنے میں بھی کوئی روک نہیں، ان ملکوں کے رہنے والوں کے لئے بھی دعائیں کرنی چاہئیں اور جن رشین سٹیٹس کا مَیں نے ذکر کیا اور بعض دوسرے مسلمان ملکوں کا بھی، جہاں ہمیں آزادی سے تبلیغ کی اجازت نہیں ہے ان کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پابندیوں اور روکوں کو بھی دور فرمائے اور وہ بھی آزادی سے مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہونے والے بن سکیں۔ اپنی مسجدیں بنانے والے بن سکیں۔ یہاں میں نے ان ملکوں میں مذہبی آزادی کا ذکر کیا ہے لیکن اس کے باوجود یہاں کے قانون نے کونسل ہمسایوں کو ایسے اختیارات دیئے ہوئے ہیں جن سے اگر وہ چاہیں تو کسی بھی عمارت کی تعمیر میں روک ڈال سکتے ہیں۔ یہاں کی مسجد کی تعمیر میں بھی کونسل کی طرف سے پہلے اجازت ملنے کے بعد پھر روکیں ڈالی گئیں اور اس وجہ سے مسجد لیٹ بھی ہوئی۔ اجازت نامہ منسوخ کر دیا گیا۔ لیکن مَیں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے یہاں کے احمدیوں کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور سنا اور جب عدالت میں یہ مقدمہ گیا تو ہمارے حق میں فیصلہ کر دیا بلکہ مقدمہ کا تمام خرچ بھی کونسل پر ڈال دیا۔

پس اس طرح یہاں کے احمدیوں کو عدالت سے انصاف ملا تو ان احمدیوں کو بھی عدالت کا بہت زیادہ شکر گزار ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا بھی اس کے فضل پر شکر گزار ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے آگے مزید جھکنے والا بننا چاہئے۔ اللہ کا حقیقی عبد بن کے اس مسجد کا حق ادا کرنا چاہئے۔ اور شکر گزاری کے لئے باقاعدہ مسجد میں پانچ وقت یہاں نمازیوں کو آنا چاہئے۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ تم میں سے ہر ایک کے لئے دعا مانگتے رہتے ہیں۔ جب تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ میں ٹھہرا رہتا ہے۔ جس نے کہا کہ اُس نے نماز پڑھی۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ! اُسے بخش دے۔ اے اللہ! اُس پر رحم کر۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ باب فضل صلاۃ الجماعۃ و انتظار الصلاۃ حدیث نمبر 1508)

کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے لئے فرشتے دعائیں کریں اور پھر ان کی دعاؤں کے ساتھ ایسے لوگوں کی اپنی دعائیں بھی شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوں۔ جس کو اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اُس کا رحم مل گیا اُسے اور کیا چاہئے؟ اللہ ہمیں اُن لوگوں میں شامل فرمائے جو اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحم کے حاصل کرنے والے بنتے ہیں۔

آخر میں مسجد کی تعمیر کے بارے میں جو مجھے معلومات دی گئی ہیں، اُن کا بھی مختصر ذکر کر دوں۔ کچھ ذکر تو شروع میں ہو گیا کہ کس طرح یہ مسجد بنی اور دفتری عمارت کو تبدیل کیا گیا۔ اس کی خرید پر اور تعمیر پر تقریباً نو لاکھ پاؤنڈ خرچ آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے، میرا خیال ہے ہونسلو (Hounslow) کی دو جماعتوں نے، یہی مجھے بتایا گیا ہے کہ زیادہ تر خرچ اُٹھایا اور ریجن میں بھی بعض جگہوں سے دوسری جماعتوں نے بھی چندے دیئے ہوں گے۔ اگر صرف ہونسلو کی اور فیلتھم (Felthum) کی جماعتوں کو شمار کیا جائے تو دو صد کے قریب یہاں چندہ دہند بنتے ہیں۔ کل تعداد تو ان کی چھ سو ہے۔ تو اس نے یہ خرچ اُٹھایا اور مسجد بنائی۔ اگر ریجن کو بھی شامل کر لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ چار سو کے قریب بن جائیں گے، پھر بھی یہ کافی بڑی رقم ہے۔ جو بھی صورتحال ہو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جماعت نے بڑی قربانی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اور خاص طور چھ اشخاص ایسے ہیں جن کی بڑی قربانیاں ہیں جنہوں نے تقریباً دو لاکھ اسّی ہزار کے قریب قربانی کی ہے۔ ایک نے ایک لاکھ سے اوپر ادائیگی کی۔ باقی نے بیس ہزار سے لے کے پچاس ہزار کے قریب تک۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔

آخر پر پھر یاددہانی کے طور پر مَیں کہتا ہوں کہ مسجد کا حق اُس کی تعمیر سے یا دس، بیس، پچاس ہزار یا لاکھ پاؤنڈ کی قربانی سے حاصل نہیں ہوتا۔ اس طرح یہ مقصد کبھی حاصل نہیں ہوگا۔ اصل مقصد اس کو آباد کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اور آبادی بھی ایسی جو خالصۃً للہ ہو۔ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے ہو اور مسجد سے باہر نکل کر بھی اس عبادت کا ایسا اثر ہو کہ خدا تعالیٰ کے بندوں کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرنے والے بنیں اور یہی چیز ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والا بنائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک دعا کی بھی تحریک کرتا ہوں، پاکستان میں تو روز ہمارے ساتھ معاملات ہوتے ہی ہیں لیکن آجکل انڈیا میں بھی حیدرآباد دکن میں ہماری مسجدوں پر غیروں کی نظر ہے اور قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کیونکہ وہاں مسلمان کافی تعداد میں ہیں اس لئے اُن کے شور سے حکومت بھی کچھ اُن کے زیرِ اثر آ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہمیں بچائے۔

مشہور ہنگرین مستشرق Ignaz Goldziher کے قلم سے

احمدیت کا تذکرہ

(حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں جرمنی میں احمدیت کا چرچا)

(غلام مصباح بلوچ۔ استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح ومہدی کے ساتھ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کے الفاظ میں جو وعدہ فرمایا تھا، اُسے جس شان کے ساتھ پورا فرمایا وہ آج ظاہر و باہر ہے اور زمین کا ہر خطہ اس آسمانی بشارت کی صداقت کی گواہی دے رہا ہے۔ یہ پیشگوئی آج تو روز روشن کی طرح پوری ہو چکی ہے لیکن خدائے ذوالمنن نے اس پیشگوئی کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی حیات میں ہی سچا ثابت کر دیا تھا اور احمدیت کی ندا نہ صرف زمین کے دُور کناروں تک پہنچ چکی تھی بلکہ مستشرقین کے مطالعہ کا حصہ بن چکی تھی، اس کی ایک مثال ہنگری کے مشہور مستشرق Ignaz Goldziher کا اپنی تحریرات میں احمدیت کا ذکر کرنا ہے۔

Ignaz Goldziher جون 1850ء میں ہنگری کے قدیم وسطی شہر Szekesfehervar میں ایک یہودی گھرانے میں پیدا ہوا۔ یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس نے شام، فلسطین اور مصر کے سفر کیے جہاں اسلامی علوم کی آگاہی حاصل کی۔ Ignaz کو مشہور جرمن مستشرق Theodore Noldeke اور ڈچ مستشرق Christiaan Snouck Hurgronje کے ساتھ یورپ میں جدید اسلامی علوم کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ اس کی وفات 13 نومبر 1921ء کو ہوئی۔

Ignaz کے قلم سے احمدیت کا تذکرہ کرنے سے قبل اس بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ Ignaz تک رسائی در اصل حضرت مولوی محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ سابق مبلغ امریکہ و ناظر تعلیم و صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ (ولادت: دسمبر 1881ء - بیعت: 1901ء - وفات: مارچ 1983ء) کے ایک مراسلہ سے ہوئی جو انھوں نے 1907ء میں ایڈیٹر اخبار ’’بدر‘‘ قادیان حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کے نام علی گڑھ سے بھجوایا تھا جہاں ان دنوں آپؓ تعلیم پا رہے تھے، چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی مخدومی جناب مفتی صاحب!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ مفصلہ ذیل سطور ارسال ہیں اگر مناسب سمجھیں تو اپنے اخبار میں جگہ دے کر مشکور کریں۔ یہ اس جرمن کتاب کا ترجمہ ہے جس کا حوالہ پہلے اشو میں نکل چکا ہے، اس کتاب کا نام ہے The Oriental Religions یعنی مذاہب اقصائے شرقیہ۔۔۔۔ جس آرٹیکل کا میں ترجمہ ارسال کرتا ہوں اس کے لکھنے والے Ignaz Goldziher ایک بڑے عالم ہیں اور علوم شرقیہ خاص کر کے عربی کے بہت بڑے ماہر ہیں، قریبًا ہر ایک قسم کی کتاب وہ بہم پہنچا کر پڑھتے ہیں۔ پیشتر اس کے کہ میں اصل ترجمہ لکھوں، میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر ہارووٹز صاحب کا بہت بہت شکریہ ادا کروں کہ جنھوں نے اپنا بہت سا قیمتی وقت سرف کر کے اور مجھ پر کمال مہربانی فرما کر مجھے اس جرمن حصہ کا انگریزی میں ترجمہ کر دیا جس کا میں اردو ترجمہ ارسال کرتا ہوں۔ امید ہے آپ ضرور درج اخبار فرماویں گے۔

محمد الدین از علی گڑھ

(اخبار بدر 6 جون 1907ء صفحہ 2 کالم 3)

اس مکتوب میں حضرت مولوی صاحبؓ نے جس پروفیسر کا شکریہ ادا کیا ہے۔ وہ Joseph Horovitz (1874-1931ء) ایک جرمن یہودی مستشرق ہیں جو 1907ء سے 1915ء تک MAO College علی گڑھ (جو بعد میں مسلم علی گڑھ یونیورسٹی بن گیا) میں عربی پڑھاتے رہے۔ اس مکتوب سے چند دن قبل بھی حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ نے ایک مراسلہ روانہ فرمایا تھا جسے ایڈیٹر اخبار بدر نے ’’جرمنی میں سلسلہ حقہ کی خبر‘‘ کے عنوان کے تحت یوں درج فرمایا:

’’ماسٹر محمد دین صاحب علی گڑھ کالج سے لکھتے ہیں کہ یہاں ایک جرمن پروفیسر ہے جو کہ عربی پڑھاتا ہے، اس نے مجھے ایک کتاب جرمن زبان میں دکھلائی جس میں اقصائے مشرق کے مختلف مذاہب کا حال دیا ہوا تھا، اس میں حضور مرزا صاحب اور فرقہ احمدیہ کا بھی مختصر ذکر لکھا ہے جو کہ ایک دو صفحوں سے پروفیسر نے ترجمہ کر کے مجھے سنایا مگر معلومات سب صحیح نہ تھے تاہم اس میں شک نہیں کہ فرقہ احمدیہ کی اہمیت کے وہ لوگ قائل ہو چکے ہیں اور اپنی کتب میں اس کا ذکر کرنے لگے ہیں۔‘‘

(بدر 9 مئی 1907ء صفحہ 2 کالم 1)

1910ء میں Ignaz کی ایک کتاب جرمن زبان میں بعنوان Vorlesungen uber den Islam چھپی جو کہ اس کے چھ لیکچروں کا مجموعہ ہے، اس کتاب کے مختلف زبانوں میں تراجم شائع ہوئے۔ انگریزی زبان میں ایک ترجمہ Andras اور Ruth Hamori نے Introduction to Islamic Theology and Law کے نام سے کیا ہے جسے Princeton University Press, Princeton New Jersey نے شائع کیا ہے جس کے چھٹے باب Later developments میں احمدیت کا وہی تعارف موجود ہے جس کا ذکر حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ نے فرمایا ہے، اور جیسا کہ حضرت مولوی صاحبؓ نے ذکر فرمایا ہے کہ ’’معلومات سب صحیح نہ تھے‘‘ یہ بالکل درست ہے اور بعض باتیں مصنف نے خلاف واقعہ لکھی ہیں۔ بہرکیف اسی کتاب سے نقل کر کے پہلے انگریزی متن اور پھر ترجمہ ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

"It was amid such intellectual currents, also in India, that the most recent Islamic sect was born. Its serious study is as yet somewhat difficult. The founder of the Ahmadiya, as the sect is called, Mirza Ghulam Ahmad of Qadian in the Punjab, linked its origin to his discovery that the genuine tomb of Jesus was in Khanjar Street in Srinagar in Kashmir, it was the same as the grave known by the name of Yuz-Asaf, an otherwise unknown saint. (Incidentally, it is probably of Buddhist origin.) Jesus escaped his persecutors in Jerusalem, and in the course of his wandering in the East, he came here, where he died. By means of this discovery, supported by written evidence, Ghulam Ahmad wishes to combat both the Christian and Islamic traditions about the continued life of Jesus. He is himself the Messiah who has appeared "in the spirit and power" of Jesus to the seventh millennium of the world, as he is also the Mahdi awaited by the Muslims.

According to an Islamic tradition, at the beginning of each century God raises up, to strengthen the faith, a man who renews the religion of Islam. Sunnis and Shi'is zealously enumerate the men who are regarded, each for his century, as "renewers". The last of them will be the Mahdi himself. He is that man, Ahmad claims; he is the renewer of religion sent by God at the onset of the fourteenth Islamic century. With his twofold claim of being both Jesus come again and the Mahdi, to which, for the benefit of the Hindus, he adds the title of avatar; he means not only to embody the hopes of Islam for its universal triumph in time to come, but also to express the universal mission of Islam to all mankind.

His first public appearance took place in the year 1880, but only since 1889 has he been earnestly recruiting followers and referring, to confirm his prophetic mission, to signs and miracles and predictions come true. The occurence of a solar and a lunar eclipse in the Ramadan of 1894 served to prove that he was the Mahdi, for according to Islamic tradition the appearance of the Mahdi will be heralded by such celestial phenomena. But the office of Mahdi he lays claim to differs from that of the standard Islamic idea, for his mission is of a peaceful character. The Mahdi of Islamic orthodoxy is a warrior who combats the unbelievers, sword in hand, and whose path is marked in blood. The Shi'is give him the title, among others, of sahib al-sayf, "Man of the Sword". The new prophet is a prince of peace. He has eliminated jihad (holy war) from the obligations of Muslim men. He inculcates upon his followers peace and tolerance, condemns fanaticism, and in general strives to awake in them a spirit receptive and favorable to culture. In the creed that he has laid down for his community, great emphasis is placed on the ethical virtues of the Muslim. He aspires to bring about the regeneration of mankind by strengthening man's belief in God and releasing him from the bondage of sin. He does insist, however, on performance of the essential Muslim obligations. In his preaching he draws for support on the Old and New Testaments, the Qur'an, and reliable hadith. Outwardly he seeks to be in constant conformity to the Qur'an, but he is very skeptical about the traditions, whose reliability he subjects to scrutiny. From this there result a number of deviations from formal aspects of orthodox Islam, insofar as these are based on hadith.

An educational activity is also linked to his propaganda, in which even instruction in the Hebrew language has a place. At the time of this writing (1907) the new Mahdi's community is estimated to have grown to 70,000 souls. Of those within range of his activity, he has gained many followers, especially among Muslims influenced by European civilization. The Mahdi is a prolific writer. In more than sixty theological works in Arabic and Urdu, he has expounded his doctrines to the Muslims, and has offered proofs for the authenticity of his mission. He tries to have an impact outside the Eastern world by publishing an English monthly periodical, the Review of Religions. This, then, appears to be the most recent sectarian development within Islam.

(Introduction to Islamic Theology and Law page 264,265)

ترجمہ: ایسی ہی علمی فضاء میں بھارت میں اسلام کا جدید ترین فرقہ پیدا ہوا ہے۔ اسکا غیر معمولی مطالعہ گو ابھی تک کچھ مشکل ہے۔ احمدیہ کے بانی جیسے کہ اس فرقہ کا نام ہے، میرزا غلام احمد آف قادیان پنجاب نے اس (فرقہ) کی اصل کو عیسیٰ کے حقیقی مقبرہ کی طرف جو

کہ خانیار گلی، سرینگر، کشمیر میں ہے، منسوب کیا ہے: یہ وہی (مقبرہ) ہے جو قبر یُوز آسف جو کہ ایک غیر معروف بزرگ ہیں کے نام سے معروف ہے ۔ (واقعتاً یہ (مقبرہ) شاید اصلاً بدھ مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔) عیسیٰ اپنے مخالفین کے ظلم وستم سے بچ کر یروشلم سے نکل کر اپنے مشرقی سفروں کے ذریعہ سے یہاں آئے تھے جہاں اُن کی وفات ہوئی۔ اس دریافت کے بعد جس کو تحریری ثبوتوں سے بھی تقویت ملتی ہے، غلام احمد خواہش رکھتے ہیں کہ ہر دو عیسوی اور اسلامی روایات کا مقابلہ کریں جن میں عیسیٰ کے زندہ ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ یہ خود مسیح ہیں جو عیسیٰ کے رنگ میں رنگین ہو کر بطور انکے بروز کے دنیا کے ساتویں ہزار سال میں ظاہر ہوئے ہیں، اور ایسے ہی یہ مسلمانوں کے مہدی منتظر بھی ہیں۔

ایک اسلامی روایت کے مطابق خدا تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایمان کی تقویت کے لئے ایک شخص کو کھڑا کرتا ہے جو دینِ اسلام کی تجدید کرتا ہے۔ سُنّی اور شیعہ حضرات ان احباب کو نہایت ہی عزت اور شرف کا مقام دیتے ہیں جو اپنی ذات میں اپنی اپنی صدی کے مجدد قرار پاتے ہیں۔ ان (مجددین) کے آخر میں خود مہدی کا ظہور ہے، احمد کا دعویٰ ہے کہ یہ وہی ہیں؛ یہ دین کی تجدید کی خاطر خدا کی طرف سے چودھویں اسلامی صدی کے سر پر بھیجے گئے ہیں۔ ان ذو وجہین دعاوی کے ذریعہ سے یعنی (بروزِ) عیسیٰ اور مہدی جس میں ہنود کی بہبود کے لئے انہوں نے اوتار ہونے کا خطاب بھی شامل کر لیا ہے۔ وہ آنے والے وقت میں صرف اسلام کی عالمی فتح ہی کے علم بردار نہیں ہیں بلکہ اسلام کے عالمگیر مشن کو تمام بنی نوع تک پہنچانے کے بھی حامی ہیں۔

عوام الناس میں گو آپ پہلے پہل 1880ء میں ظاہر ہوئے لیکن 1889ء سے باقاعدگی سے سلسلہ بیعت جاری کیا اور اپنی نبوت کے پرچار اور اسکی سچائی ثابت کرنے کے لئے کئی نشانات و معجزات اور پیشگوئیوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ 1894ء کے ماہِ رمضان کا کسوف وخسوف والا واقعہ ان کے مہدی ہونے پر دلیل ہے کیونکہ اسلامی روایات کے مطابق مہدی کی آمد پر افلاک پر ایسے ہی نشانات کا ظہور ہونا مقدر تھا۔ البتہ عہدۂ مہدویت جس کا ان کو دعویٰ ہے عام اسلامی خیالات کے مطابق پائے جانے والے مہدی کے برخلاف ہے کیونکہ انکا مشن امن وآشتی پر قائم ہے۔ مسلمانوں کے معتد بہ حصہ میں پایا جانے والا تصورِ مہدی یہ ہے کہ وہ ایک سپاہی ہوگا جو کہ کفار سے جنگ کرے گا اس حال میں کہ اسکے ہاتھوں میں شمشیر ہوگی اور اس کی راہ خون سے رنگین۔ شیعہ احباب اُسے صاحب السیف کا لقب دیتے ہیں یعنی تلوار والا آدمی۔ نیا نبی (درحقیقت) امن وسلامتی کا شہزادہ ہے۔ اس نے مسلمانوں پر سے فرضِ جہاد کو ختم کر دیا ہے (یہاں مصنف کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام میں جہاد کی فرضیت کو ختم کیا کیونکہ آپؑ نے فرض جہاد کو ختم نہیں کیا بلکہ اِس زمانے میں دین کی خاطر قتال اور لڑائیوں کا خاتمہ کیا ہے اور زمانے کے حالات کے مطابق جہاد بالنفس اور جہاد بالقلم پر زور دیا ہے۔ ناقل) یہ اپنے پیروؤں کو امن اور برداشت کی تعلیم دیتا ہے، تشدد کو برا سمجھتا ہے اور بالعموم کوشاں ہے اس بات کا کہ اُن میں ایسی روح اُجاگر کردے جو کلچر کو قبول کرنے والی ہو اور اُس سے مطابقت رکھے۔ وہ تعلیمات جو اِس (مہدی) نے اپنی جماعت کے لئے پیش کی ہیں اُن میں مسلمانوں کے اخلاقی اوصاف پر خاصی توجہ دی گئی ہے۔ وہ کوشاں ہے تا بنی نوع کو ایک نئی زندگی ملے جو کہ خدا پر انسان کا ایمان بڑھنے سے متعلق ہے نیز اسکو گناہ کے شکنجہ سے آزادی دینے سے۔ البتہ یہ (مہدی) اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ فرائضِ اسلامیہ کی بجا آوری بھی لازمی ہے۔ اپنے پیغام کی تبلیغ کے لئے یہ (مہدی) عہد نامہ قدیم اور جدید کے علاوہ قرآن ومعتبر احادیث سے بھی استدلال پیش کرتا ہے۔ بادی النظر میں اس کی کامل توجہ اس بات پر ہے کہ قرآن کے خلاف نہ ہووے گو یہ اُن احادیث کے متعلق متشکک ہے جنکو بلحاظِ اعتبار یہ قابلِ تنقید گردانتا ہے۔ یہاں سے اسلام کے بعض روایتی ورسمی نظریات سے انحراف ہوتا ہے کیونکہ اُن (نظریات) کی بنیاد (اِن) احادیث پر ہے۔ علمی سرگرمی بھی اِس (مہدی) کے مشن کے ساتھ منسلک ہے جس میں عبرانی زبان تک سیکھنے پر توجہ دی گئی ہے۔ اِس تحریر کے وقت (1907) اِس نئے مہدی کی جماعت اندازاً 70,000 نفوس ہے۔ اپنے حلقہ عمل سے اس نے بہت سے پیروکار بنا لیے ہیں جن میں خاص طور پر وہ مسلمان بھی شامل ہیں جو یورپین تہذیب سے متاثر تھے۔ (یہ) مہدی ایک بڑے پائے کا مصنف ہے۔ ساٹھ سے اوپر مذہبی کتب میں جو کہ اردو اور عربی میں لکھی گئی ہیں اِس (مہدی) نے اپنی تعلیمات کو خوب کھول کر مسلمانوں پر واضح کیا ہے اور اپنے مشن کی صداقت کے دلائل پیش کئے ہیں۔ وہ مشرقی دنیا کے باہر بھی اپنا اثر قائم کرنے کے لئے ایک ماہنامہ رسالہ انگریزی زبان میں بنام ریویو آف ریلیجنز شائع کر کے کوشش کر رہا ہے۔ لہٰذا یہ اسلام میں فرقہ کے لحاظ سے سب سے جدید ترین فرقہ کے طور پر نمودار ہوتا معلوم ہوتا ہے۔

Ignaz کا یہ بیان جیسا کہ متن سے ظاہر ہے 1907ء کا ہے، اسی سال اغلباً اسی بیان سے یا کسی اور وسیلے سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے متعارف ہونے کے بعد ایک جرمن عورت نے بھی اپنا اخلاص بھرا خط حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں روانہ فرمایا جسے اخبار بدر نے ”جرمنی سے ایک اخلاص بھرا خط“ عنوان کے تحت درج فرمایا ہے:

”ملک جرمنی کے شہر پاسنگ سے ایک لیڈی مسمات مسز کیرولا مین کا ایک خط حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت میں گزشتہ ڈاک ولایت میں پہنچا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اس سلسلہ کی اشاعت ان ممالک میں بھی اپنا قدم رکھے ہوئے ہے۔ لیڈی صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:

”میں کئی ماہ سے آپ کا پتہ تلاش کر رہی تھی تا کہ آپ کو خط لکھوں اور آخر کار اب مجھے ایک شخص ملا ہے جس نے مجھے آپ کا ایڈریس دیا ہے... میں آپ سے معافی چاہتی ہوں کہ میں آپ کو خط لکھتی ہوں لیکن بیان کیا گیا ہے کہ آپ خدا کے بزرگ رسول ہیں اور مسیح موعود کی قوت میں ہو کر آئے ہیں اور میں دل سے مسیح کو پیار کرتی ہوں، مجھے ہند کے تمام معاملات کے ساتھ اور بالخصوص مذہبی امور کے ساتھ دلچسپی حاصل ہے۔ میں ہند کے قحط، بیماری اور زلازل کی خبروں کو افسوس کے ساتھ سنتی ہوں اور مجھے یہ بھی افسوس ہے کہ مقدس رشیوں کا خوبصورت ملک اس قدر بُت پرستی سے بھرا ہوا ہے۔ ہمارے لارڈ اور نجات دہندہ مسیح کے واسطے جو اس قدر جوش آپ کے اندر ہے اُس کے واسطے میں آپ کو مبارکباد کہتی ہوں اور مجھے بڑی خوشی ہوگی کہ اگر آپ چند سطور اپنے اقوال کے مجھے تحریر فرماویں۔ مَیں پیدائش سے جرمن ہوں اور میرا خاوند انگریز تھا۔ اگرچہ آپ شاندار قدیمی ہندوستان قوموں کے نور کے اصلی پُوت (مراد غالباً بیٹے ہیں۔ ناقل) ہیں تاہم میرا خیال ہے کہ آپ انگریزی جانتے ہوں گے۔

اگر ممکن ہو تو مجھے اپنا ایک فوٹو ارسال فرماویں۔ کیا دنیا کے اس حصہ میں آپ کی کوئی خدمت ادا کر سکتی ہوں۔ آپ یقین رکھیں پیارے مرزا کہ میں آپ کی مخلصہ دوست ہوں۔

مسز کیرولا مین“

(بدر 14 مارچ 1907ء صفحہ 2)

ایک صدی سے بھی زائد عرصہ قبل اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہوئے ”جاء المسیح جاء المسیح“ کی جو آواز جرمنی میں پہنچائی تھی، آج اُسی آواز اور تبلیغ میں بے حد وسعت پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ پھر اپنے مبعوث کردہ امام اور مسیح الزماں کی صداقت کو بڑی شان وشوکت سے پورا کر دیا ہے اور کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ کے الفاظ میں قرآنی بیان کو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے حق میں بھی سچا ثابت کر دکھایا ہے۔ اللہ کرے دنیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اس زمانے کے امام کو جلد پہچاننے والی ہو، آمین۔

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری) اطلاع دیتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 12 رجنوری 2012ء بروز جمعرات بمقام مسجد فضل لندن۔ قبل نماز ظہر **مکرم مرزا بشیر احمد صاحب** (ابن مکرم کیپٹن عمر حیات خان صاحب۔ آف گرین فورڈ۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحوم 10 رجنوری 2012 کو 86 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ تقریباً 50 سال سے یوکے میں مقیم تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑے سرگرم رہتے تھے۔ گرین فورڈ جماعت میں جنرل سیکرٹری کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ علاوہ ازیں لمبا عرصہ سنڈے سکول (ساؤتھ آل) میں بچوں کو پڑھاتے رہے۔ نیک، دعاگو اور خلافت سے گہرا تعلق رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم مولوی فضل دین صاحب مرحوم (سابق مشیر قانونی) کے داماد اور مکرم چوہدری مظفر اللہ صاحب (صدر جماعت گرین فورڈ) کے سسر تھے۔

نماز جنازہ غائب:

(1) **مکرم محمد سلیم اللہ صاحب** (ابن مکرم محمد شفیع اللہ صاحب امیر جماعت بنگلور۔ زونل امیر کرناٹک۔ انڈیا)۔

8 رجنوری 2012ء کو بعارضہ کینسر وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ جماعت بنگلور میں بحیثیت سیکرٹری امور عامہ وخارجہ خدمت بجالا رہے تھے۔ بڑے خوش اخلاق، ملنسار اور ہنس مکھ طبیعت کے مالک تھے۔ پسماندگان میں ضعیف والدین کے علاوہ اہلیہ اور تین بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) **مکرمہ آسیہ بیگم صاحبہ** (اہلیہ مکرم نور سید صاحب آف بنگلہ دیش)۔

26 ردسمبر 2010ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ نہایت مخلص، نمازوں کی پابند، تہجد گزار اور بکثرت صدقہ وخیرات کرنے والی نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ محبت رکھتی تھیں۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم فیروز عالم صاحب (انچارج بنگلہ ڈیسک۔ لندن) کی چچی تھیں۔

(3) **مکرم ملک نثار احمد صاحب** (آف دوالمیال۔ حال برمنگھم)۔

کچھ عرصہ قبل مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے شعبہ ضیافت میں خدمت بجالانے کے علاوہ برمنگھم جماعت میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔

(4) **مکرمہ سائرہ انیس صاحبہ** (اہلیہ مکرم محمد ظہیر احمد صاحب آف جرمنی)۔

کچھ عرصہ قبل بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ چندوں میں باقاعدہ اور جماعتی نظام کی پوری اطاعت کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک نوعمر بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔ آپ چوہدری انیس احمد صاحب (ممبر قضاء بورڈ جرمنی) کی بیٹی تھیں۔

(5) **مکرم رفیق احمد صاحب رضا** (ڈرائیور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری۔ ربوہ)

25 راکتوبر 2011ء کو طویل علالت کے بعد 63 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے آرمی سے ریٹائرمنٹ کے بعد دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ میں بطور ڈرائیور لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ بڑی ذمہ داری کے ساتھ اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے۔ نہایت نیک، باوفا اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) **عزیزم طاہر احمد** (ابن مکرم ادریس احمد صاحب۔ مانگا ضلع سیالکوٹ)

آپ موٹر سائیکل کے ایک حادثہ کے نتیجہ میں کچھ دن ہسپتال میں بے ہوش رہنے کے بعد یکم دسمبر 2011ء کو وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے اپنی جماعت میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ نہایت ذہین، لائق اور محنتی نوجوان تھے۔

(7) **مکرمہ محمودہ بیگم خان صاحبہ** (اہلیہ مکرم نیاز احمد خان صاحب آف شکاگو)

26 رجولائی 2011ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت دیانت خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ جماعت سے ساری زندگی وفا اور اخلاص کا تعلق رکھا۔ آپ بڑی ہمدرد اور اچھے اخلاق کی مالک خاتون تھیں۔ آپ کو خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑا پیار کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ: جماعت احمدیہ کا آغاز، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی، دیگر مسلمانوں کے مقابل پر جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد اور احمدیت کی غرض وغایت از صفحہ نمبر 2

مسئلہ ارتقا

ایک عرصہ سے مسئلہ ارتقا ایک اہم مسئلہ بنا ہوا ہے یعنی بعض مغربی محققین کی یہ رائے ہے کہ کسی زمانہ میں انسان موجودہ صورت میں نہیں تھا بلکہ حیوانیت کی ادنیٰ حالت میں زندگی گزارتا تھا۔ اور پھر آہستہ آہستہ کئی تغیرات کے بعد موجودہ شکل وصورت کو پہنچا ہے۔ ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ابتداء میں انسان بندر کی شکل پر تھا اور پھر اس سے تدریجاً ترقی کر کے انسانی شکل پر آ گیا۔ سائنس دانوں کا یہ خیال ایک ثابت شدہ حقیقت نہیں ہے اور نہ ہی سارے سائنسدان اس خیال کے قائل ہیں مگر اس میں شبہ نہیں کہ موجودہ زمانہ کے اکثر سائنسدان مسئلہ ارتقا کی اس تھیوری کو سچا سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس مخصوص مسئلہ کے متعلق تفصیل کے ساتھ تو نہیں لکھا مگر بہر حال آپ نے اس خیال کو معین صورت میں رد فرمایا ہے کہ انسان بندر سے بنا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

’’ہمارا مذہب یہ نہیں کہ انسان کسی وقت بندر تھا۔ پھر دم کٹ گئی اور انسان بن گیا۔ یہ تو صرف دعویٰ ہے اور بارِ ثبوت مدعی پر ہے..........ہم ایسے قصوں پر اپنے ایمان کی بنیاد نہیں رکھ سکتے۔ موجودہ زمانہ کا عام نظارہ جو ہے وہ یہی ہے کہ بندر سے بندر پیدا ہوتا ہے اور انسان سے انسان۔ پس جو اس کے خلاف ہے وہ قصہ ہے۔ واقعی بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ انسان ہی سے انسان پیدا ہوتا ہے اور پہلے دن آدم ہی بنا تھا۔‘‘

(بدر جلد 7 نمبر 21 مورخہ 26/مئی 1908ء صفحہ 4 کالم نمبر 3 والحکم جلد 12 نمبر 35 مورخہ 30/مئی 1908ء صفحہ 5 کالم نمبر 3)

مگر مسئلہ ارتقا کے اس پہلو کو رد کرنے کے باوجود حضرت مسیح موعودؑ ارتقا کے اصول کو فی الجملہ تسلیم فرماتے تھے۔ مثلاً حضرت مسیح موعودؑ کا یہ عقیدہ تھا کہ دنیا کی پیدائش ایک فوری تغیر کی صورت میں نہیں ہوئی بلکہ تدریجی طور پر آہستہ آہستہ ہوئی ہے اور آپ کا یہ عقیدہ اس قرآنی تعلیم کے مطابق تھا جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا نے اس دنیا کو درجہ بدرجہ پیدا کیا ہے۔ اسی طرح آپ انسانی پیدائش میں بھی تدریجی خلق کے قائل تھے مگر اس بات کے قائل نہیں تھے کہ انسان کسی وقت بندر تھا اور پھر آہستہ آہستہ انسان بن گیا۔ اور قرآن شریف نے جو یہ بیان کیا ہے کہ خدا نے زمین وآسمان اور ان کی درمیانی چیزوں کو چھ دن میں بنایا اس کی تشریح حضرت مسیح موعودؑ یہ فرماتے تھے کہ یہاں دن سے مراد یہ چوبیس گھنٹے والا دن نہیں ہے کیونکہ یہ دن تو خلقِ عالَم کے بعد وجود میں آیا ہے۔ بلکہ دن سے مراد ایک لمبا زمانہ ہے جیسا کہ مثلاً قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسانوں کی شمار کے لحاظ سے خدا کا ایک دن پچاس ہزار سال کا ہوتا ہے۔ (تلخیص از چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 223۔ سلسلہ احمدیہ حصہ اول صفحہ 260۔ اشاعت 2008ء قادیان)

تمام قوموں میں رسول آئے ہیں

ایک اور نیا خیال حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کے سامنے یہ پیش کیا کہ یہ درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صرف خاص خاص قوموں یا خاص خاص ملکوں کی طرف ہی اپنے رسول بھیجے ہیں اور دوسری قوموں اور دوسرے ملکوں کو بھلائے رکھا ہے بلکہ اس نے اپنی وسیع رحمت کے ماتحت ہر قوم میں رسول بھیجے ہیں اور دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو اس کی اس رحمت سے محروم رہی ہو۔ بے شک قرآن شریف نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے اور مسلمان اس تعلیم پر اجمالی ایمان لاتے رہے ہیں۔ مگر ان کی توجہ کبھی بھی اس مضمون کی تفصیلات کی طرف مبذول نہیں ہوئی اور نہ کبھی انہوں نے قرآن شریف کے بیان کردہ رسولوں کے سوا کسی اور قوم کے مذہبی پیشوا کی رسالت کو تصریحاً تسلیم کیا۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن شریف کے اس پیش کردہ اصول کو ایسی تفصیل اور تعیین کے ساتھ بیان کیا کہ گویا دنیا میں ایک نئی صداقت کا دروازہ کھل گیا اور بین الاقوام تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے ایک نہایت مؤثر خیال ہاتھ میں آ گیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس قرآنی آیت کو لے کر کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں رسول بھیجے ہیں تشریح اور تکرار کے ساتھ لکھا کہ جس طرح خدا تمام دنیا کی مادی ضروریات کو پورا فرماتا ہے اسی طرح وہ روحانی میدان میں بھی ہر قوم کی اصلاح اور ترقی کی طرف توجہ کرتا رہا ہے اور دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کسی نہ کسی زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نہ کوئی رسول نہ آیا ہو۔ آپ نے لکھا کہ چونکہ خدا سارے ملکوں اور ساری قوموں کا ایک سا خدا ہے اس لئے اس نے کسی قوم کو بھی فراموش نہیں کیا اور ہر قوم کی طرف اپنے رسول بھیج کر اپنی عالمگیر خدائی اور وسیع رحمت کا ثبوت دیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس اصول کو محض ایک فلسفہ تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ عملاً نام لے لے کر اعلان کیا کہ دنیا کی مختلف قوموں میں جو جو رسول یا اوتار یا مصلح گزرے ہیں وہ سب خدا کی طرف سے تھے اور ہم ان کی صداقت کے قائل ہیں اور ان کی اسی طرح عزت کرتے ہیں جس طرح ایک سچے رسول کی کرنی چاہئے۔ آپ کے اس اعلان نے بین الاقوام تعلقات میں ایک انقلاب کی صورت پیدا کر دی اور جو قومیں اس سے پہلے رقیب اور مدّ مقابل کی صورت میں نظر آتی تھیں اب ایک ہی درخت کی شاخیں اور ایک ہی باپ کی اولاد کے رنگ میں نظر آنے لگیں۔

مگر اس اعلان کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ نے یہ تشریح فرمائی کہ دوسری قوموں کے مذہبی بانیوں کو مان لینے سے ہماری یہ مراد نہیں ہے کہ ہم ان کی اس تعلیم کو بھی مانتے ہیں جو آجکل ان کی طرف منسوب کی جاتی ہے کیونکہ یہ تعلیم دو لحاظ سے ہمارے لئے قابل عمل نہیں۔ اوّل اس لئے کہ یہ تعلیم مرور زمانہ سے اپنی اصل حقیقت اور اصل صورت سے منحرف ہو چکی ہے۔ دوسرے اس لئے کہ قرآن شریف کے نزول کے بعد جو سارے ملکوں اور ساری قوموں اور سارے زمانوں کے لئے ہے تمام سابقہ شریعتیں جو زمانی اور مکانی اور قومی حدود میں مقید تھیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ پس آپ نے فرمایا کہ ہم اس وقت عملاً صرف قرآنی شریعت کو مانیں گے مگر ویسے اصولاً ہم تمام قوموں کے رسولوں، رشیوں اور اوتاروں اور مصلحوں کو سچا سمجھتے ہیں اور ان کی اسی طرح عزت کرتے ہیں جس طرح ایک سچے رسول کی کرنی چاہئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

’’یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑ ہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔‘‘

(تحفہ قیصریہ۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 259)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’اسی عظیم الشان نبی نے ہمیں سکھایا ہے کہ جن جن نبیوں اور رسولوں کو دنیا کی قومیں مانتی چلی آئی ہیں اور خدا نے عظمت اور قبولیت ان کی دنیا کے بعض حصوں میں پھیلا دی ہے وہ درحقیقت خدا کی طرف سے ہیں اور ان کی آسمانی کتابوں میں گو دور دراز زمانہ کی وجہ سے کچھ تبدیل تغیر ہو گئی ہو یا ان کے معنے خلاف حقیقت سمجھے گئے ہوں مگر دراصل وہ کتابیں من جانب اللہ اور عزت اور تعظیم کے لائق ہیں۔‘‘

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 381-382)

سچا مذہب اسی دنیا میں پھل دیتا ہے

ایک اور لطیف انکشاف حضرت مسیح موعودؑ نے یہ فرمایا کہ سچے مذہب کی یہ علامت ہے کہ وہ اپنے متبعین کو صرف آئندہ کے وعدہ پر نہیں رکھتا بلکہ اسی زندگی میں ایمان کے شیریں اثمار چکھا دیتا ہے۔ یہ اصول قرآن شریف میں موجود تھا جیسا کہ فرمایا:۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ (الرحمان: 47)

’’یعنی جو شخص خدا کا تقویٰ اختیار کر کے روزِ جزا کو یاد رکھتا ہے اسے دو جنتیں ملیں گی ایک آخرت میں اور ایک اسی دنیا میں یعنی اسی دنیا سے اس کے لئے جنتی زندگی کا آغاز ہو جائے گا اور وہ اسی زندگی میں خدا کے قرب کی ٹھنڈک کو محسوس کرنے لگے گا۔‘‘

پھر فرماتا ہے:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

(حٰمٓ سجدہ: 31)

’’یعنی جو لوگ دل سے خدائے واحد کو اپنا رب مان لیتے ہیں اور پھر اس عقیدہ پر پختہ طور پر جم جاتے ہیں ان پر اسی دنیا میں خدا کے فرشتے نازل ہو کر انہیں تسلی دیتے ہیں کہ تم کسی قسم کا خوف نہ کرو اور نہ کوئی غم کرو اور اس جنت کی اسی دنیا میں بشارت حاصل کرو جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔‘‘

مگر باوجود قرآن شریف میں ان آیات کو پڑھتے ہوئے مسلمان ان کے مفہوم سے بالکل بے خبر تھے اور دوسری قوموں کی طرح اس خام خیالی پر تسلی پائے ہوئے تھے کہ دنیا میں صرف عمل ہی عمل ہے اور جزا کا پہلو کلیۃً آخرت کے ساتھ مخصوص ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس باطل خیال کو سختی کے ساتھ رد فرمایا اور تشریح کے ساتھ بیان کیا کہ اگر دنیا میں صرف وعدہ ہی وعدہ ہے اور آخرت کی بہشتی زندگی کا کوئی اثر دنیا کی زندگی میں ظاہر نہیں ہوتا تو پھر یہ عمل وجزا کا سارا سلسلہ ایک جوئے کی کھیل سے زیادہ نہیں جس کے متعلق انسان کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ آپ نے بڑے زور کے ساتھ لکھا کہ حقیقی نجات وہی ہے جس کا آغاز اسی دنیا سے ہو جاتا ہے اور سچا مذہب وہی ہے جو اپنے ماننے والوں کو اسی زندگی میں ایمان کا شیریں پھل چکھا دیتا ہے اور صرف آخرت کے موہوم وعدہ پر نجات کی بنیاد نہیں رکھتا۔ آپ نے دوسری قوموں کو بھی متنبہ فرمایا کہ وہ صرف آنے والی زندگی کے خالی وعدوں پر تسلی نہ پائیں اور اگر ان کا مذہب ان کے لئے اسی دنیا میں جنتی زندگی کی داغ بیل قائم نہیں کرتا تو قبل اس کے کہ موت ان کے لئے تلاش کا رستہ بند کر دے وہ اپنی آنکھیں کھولیں اور اس مذہب کی تلاش میں لگ جائیں جو آخرت کے وعدہ کے ساتھ ساتھ جنت کا کچھ نمونہ اس دنیا میں بھی پیش کر دیتا ہے۔ آپ نے لکھا کہ اسلام کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس پر ایمان لا کر اور اس کے حکموں پر چل کر انسان اسی دنیا میں خدا کو پا لیتا ہے اور یہ پانا ایک خیالی فلسفہ کے طور پر نہیں ہوتا بلکہ ایک زندہ حقیقت کا رنگ رکھتا ہے یعنی اس مقام پر پہنچ کر خدا اپنے بندے کی دعاؤں کو سنتا اور اپنے کلام سے اس کو مشرف کرتا اور اس کے لئے اپنی قدرت کے جلوے دکھاتا ہے اور ہر رنگ میں اس پر ثابت کر دیتا ہے کہ میں تیرا زندہ اور قادر خدا ہوں اور میری نصرت کا ہاتھ تیری زندگی کے ہر قدم میں تیرے ساتھ ہے۔ ایسے شخص کے لئے آخرت کی زندگی ایک خالی وعدہ نہیں رہتی بلکہ دنیا کی زندگی کا ایک خوش کن تسلسل بن جاتی ہے اور گو بہر حال مکمل اور تفصیلی اجر کا گھر تو آخرت ہی ہے مگر اس کی جھلک اسی دنیا میں نظر آ جاتی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مخالفوں کو بلایا کہ آؤ اور میرے ساتھ ہو کر اس بہشتی جھلک کا نظارہ دیکھ لو۔

(اس اصول کی تشریح کے لئے دیکھو حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب کشتی نوح اور لیکچر لاہور اور براہین احمدیہ حصہ پنجم وغیرہ)

قرآن میں کوئی آیت منسوخ نہیں

مسلمانوں میں جہاں اور بہت سی غلطیاں آ گئی تھیں وہاں ایک غلط خیال ان میں یہ بھی پیدا ہو گیا تھا کہ نعوذ باللہ سارا قرآن شریف قابلِ عمل نہیں بلکہ اس کی بعض آیتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ اس گندے عقیدے نے یہاں تک زور پکڑا تھا کہ بعض لوگوں نے تو قرآن شریف کی کئی سو آیات منسوخ قرار دے دیں اور اس خیال نے بعض بڑے عالموں کے دل ودماغ پر بھی قبضہ پا لیا۔ اس طرح نہ صرف خدا کی اس وسیع رحمت کو جو قرآن شریف کے ذریعہ نازل ہوئی محدود کر دیا گیا بلکہ نسخ کے دروازہ کو کھول کر گویا سارے قرآن کو ہی یقین اور قطعیت کے مقام سے گرا کر شک کے گڑھے میں اتار دیا گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بڑی سختی کے ساتھ اس بیہودہ عقیدہ کو رد فرمایا اور لکھا کہ جن لوگوں نے قرآنی آیات کو منسوخ قرار دیا ہے یہ ان کی اپنی کم علمی اور کوتہ نظری کی علامت ہے کیونکہ اگر انہیں کسی آیت کے معنے واضح نہیں ہوئے تو انہوں نے اسے اپنی کم فہمی کی طرف منسوب کرنے کی بجائے قرآن کی طرف منسوب کر دیا۔ آپ نے لکھا کہ کسی آیت کا منسوخ ہونا تو درکنار قرآن شریف کا ایک نقطہ اور شعشہ بھی منسوخ نہیں اور اَلْحَمْدُ سے لے کر وَالنَّاسِ تک سارا قرآن واجب العمل اور سراسر رحمت ہی رحمت ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

’’جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔ سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کے لئے پکڑے نہ جاؤ۔‘‘

کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 25-26)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’علماء نے مساحت کی راہ سے بعض احادیث کو بعض آیات کی ناسخ ٹھہرایا ہے..........حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ

R & R

CAR SERVICES LTD

Abdul Rashid

Diesel & Petrol Car Specialist

Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ

Tel: 020 8877 9336

Mob: 07782333760

اور حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں کیونکہ اس سے اس کی تکذیب لازم آتی ہے۔‘‘

(الحق لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 92-93)

قرآن شریف کو حدیث پر فضیلت ہے

ایک اور بڑی غلطی جو مسلمانوں میں پیدا ہوگئی تھی یہ تھی کہ مسلمانوں کے ایک متعد بہ حصہ نے عملاً یہ عقیدہ بنا رکھا تھا کہ حدیث قرآن شریف پر حاکم اور قاضی ہے اور اگر کسی صحیح حدیث سے کوئی بات ثابت ہو جاوے اور قرآن کی کوئی آیت اس کے خلاف ہو تو یا تو آیت کو منسوخ سمجھ لینا چاہئے اور یا حدیث کے مطابق آیت کے معنے ہونے چاہئیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس عقیدہ کو بڑی سختی کے ساتھ ردّ فرمایا اور لکھا کہ اصل چیز جس پر اسلام کی بنیاد ہے وہ قرآن شریف ہے نہ کہ حدیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈیڑھ دوسو سال بعد عالَم وجود میں آئی ہے۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ قرآن شریف کے ساتھ خدا کا خاص حفاظت کا وعدہ ہے جو حدیث کے ساتھ ہرگز نہیں۔ پس قرآن کے مقابل پر حدیث کو کوئی وزن حاصل نہیں اور جو حدیث کسی قرآنی آیت سے ٹکرائے اور تطابق کی کوئی صورت نہ ہو سکے تو وہ اس سے زیادہ حق نہیں رکھتی کہ اسے غلط سمجھ کر ردی کی طرح پھینک دیا جائے۔ آپ نے لکھا کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اور پھر بھی ہم اسے ردّ کرتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہی نہیں اور غلط طور پر آپ کی طرف منسوب ہوئی ہے۔

اسی بحث کے دوران میں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اور لطیف حقیقت کا بھی انکشاف فرمایا اور وہ یہ کہ آپ نے بتایا کہ قرآن شریف اور حدیث کے علاوہ ایک تیسری چیز بھی ہے جس کا نام سنّت ہے۔ آپ نے لکھا کہ یہ جو مسلمانوں کا عام طریق ہے کہ حدیث کو ہی سنّت کا نام دے دیتے ہیں یہ درست نہیں بلکہ سنّت ایک بالکل جدا چیز ہے جسے حدیث سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ جہاں حدیث ان زبانی اقوال کا نام ہے جو راویوں کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈیڑھ دوسو سال بعد جمع کئے گئے وہاں سنت کسی قولی روایت کا نام نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تعامل کا نام ہے جو حدیثوں کے واسطے سے نہیں بلکہ مسلمانوں کے مجموعی تعامل کے ذریعہ ہمیں پہنچا ہے۔ مثلاً قرآن شریف میں نماز کا حکم نازل ہوا اور پھر اس کی عملی صورت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کر کے بتا دیا کہ نماز اس طرح پڑھنی چاہئے اور یہ عملی صورت کسی روایت کے ذریعہ نہیں بلکہ مسلمانوں کے مسلسل تعامل کے ذریعہ بعد کے لوگوں تک پہنچی۔ یہ وہ چیز ہے جس کا نام سنت ہے اور جو حدیث سے بالکل الگ ہے۔

اس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے گویا اسلامی تعلیم کے تین ماخذ قرار دیئے۔ اوّل قرآن شریف جو خدا کا کلام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی پوری طرح محفوظ ہو کر یقینی اور قطعی شہادت کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے۔ دوسرے سنت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل جو کسی زبانی روایت کے ذریعہ نہیں بلکہ مسلمانوں کے مسلسل تعامل کے واسطے سے نیچے آیا ہے۔ اور تیسرے حدیث جو ان اقوال کے مجموعہ کا نام ہے جو راویوں کے سینے سے جمع کئے جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈیڑھ دوسو سال بعد ضبط میں آئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ میں حدیث کے رتبہ کو کم نہیں کرنا چاہتا اور اپنی جماعت کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والی صحیح حدیثوں کو انتہائی عزت سے دیکھے اور ان پر عمل کرے مگر بہرحال حدیث کا مرتبہ قرآن وسنت کے مقابل پر بہت ادنیٰ ہے اور اگر قرآن وحدیث میں کوئی تعارض پیدا ہو اور تطبیق کی کوئی صورت ممکن نہ ہو سکے تو لازماً قرآن کو اختیار کر کے حدیث کو ترک کر دیا جائے گا کیونکہ حدیث قرآن پر قاضی نہیں بلکہ قرآن حدیث پر قاضی ہے۔

(اس بحث کے لئے دیکھو الحق لدھیانہ وکشتی نوح وریویو برمباحثہ بٹالوی وچکڑالوی)

قرآن شریف کے معانی غیر محدود ہیں

ایک اور نہایت اہم اور نہایت لطیف انکشاف جو حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کے سامنے پیش فرمایا اور جس نے اسلامک ریسرچ میں گویا ایک انقلابی صورت پیدا کر دی اور نئے علوم کے لئے ایک نہایت وسیع دروازہ کھول دیا یہ تھا کہ آپ نے خدا سے علم پا کر اعلان فرمایا کہ جیسا کہ عام طور پر مسلمانوں میں خیال کیا جاتا ہے یہ بات ہرگز درست نہیں کہ قرآن شریف کے معانی اس محدود تفسیر میں محصور ہیں جو حدیث یا گزشتہ مفسرین نے بیان کر دی ہے۔ بلکہ قرآن کے معانی غیر محدود اور غیر متناہی ہیں اور خدا نے یہ انتظام اس لئے فرمایا ہے کہ تا ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق قرآن شریف کے نئے نئے معانی ظاہر ہو کر اسلام کی صداقت پر دلیل بنتے رہیں۔ اس مضمون کو واضح کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے ایک نہایت لطیف مثال بھی بیان فرمائی اور وہ یہ کہ جس طرح یہ مادی عالم ہمیشہ سے ایک ہی چلا آیا ہے مگر اس کے مخفی خزانے غیر متناہی ہیں اور ان کا ظہور کسی ایک زمانہ کے ساتھ وابستہ نہیں رہا بلکہ ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق صحیفہ فطرت کے مخفی خزانے نئے سے نئے رنگ میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اسی طرح قرآن شریف بھی جو ایک روحانی عالم ہے اپنے اندر غیر متناہی خزانے رکھتا ہے جن کا ظہور کسی ایک زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ مثلاً آدم کے وقت میں بھی یہی مادی دنیا تھی اور پھر موسیٰ کے وقت میں بھی یہی دنیا تھی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی یہی دنیا تھی اور اب موجودہ زمانہ میں بھی یہی دنیا ہے مگر باوجود اس کے اس مادی دنیا نے اپنے سارے مخفی خزانے ایک وقت میں باہر نکال کر نہیں رکھ دیئے بلکہ کچھ حقائق آج سے ہزاروں سال پہلے ظاہر ہو گئے تھے اور کچھ درمیانی زمانہ میں ظاہر ہوئے اور بہت سے اب موجودہ زمانہ میں ظاہر ہو رہے ہیں حالانکہ یہ صحیفہ فطرت پہلے بھی وہی تھا جو اب ہے۔ اسی طرح آپ نے لکھا کہ قرآن شریف گو بظاہر ایک چھوٹی سی کتاب ہے مگر اللہ کی حکیمانہ قدرت نے اسے ایک روحانی عالم کی صورت دی ہے اور یہ مقدر کیا ہے کہ ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق قرآن کے مخفی حقائق و معارف ظاہر ہوتے رہیں۔ بلکہ جس طرح موجودہ زمانہ میں مادی عالم کے خزانوں کے اظہار کا خاص طور پر زور ہے اور دنیا اپنی گوناگوں مخفی طاقتوں کو باہر نکال نکال کر مخلوق کی خدمت میں لگا رہی ہے اسی طرح موجودہ زمانہ کے لئے یہ بھی مقدر تھا کہ اس میں قرآن کے روحانی خزانے بھی پورے زور اور کثرت کے ساتھ دنیا کے سامنے آجائیں تا کہ ان مادی طاقتوں کا مقابلہ ہو سکے جو مادی لوگوں کی غلطی اور کم فہمی کی وجہ سے روحانی طاقتوں کے مقابلہ کے لئے استعمال میں لائی جا رہی ہیں۔

الغرض حضرت مسیح موعودؑ نے اس خیال کو سختی کے ساتھ ردّ فرمایا کہ قرآن شریف کی تفسیر سابقہ معانی پر ختم ہو چکی ہے اور بڑے زوردار رنگ میں لکھا کہ صحیفہ فطرت کے خزانوں کی طرح قرآنی علوم بھی غیر محدود ہیں اور کبھی ختم نہیں ہوں گے مگر ان کا انکشاف ضرورت کے مطابق آہستہ آہستہ ہوگا۔ اس طرح آپ نے اس اعتراض کا بھی قلع قمع کر دیا جو اس زمانہ میں نئی روشنی کے دلدادگان کی طرف سے حامیان اسلام کے خلاف کیا جاتا تھا کہ تم ہمیں ایک ایسی کتاب کی طرف لے جانا چاہتے ہو جو آج سے تیرہ سو سال پہلے نازل ہوئی تھی۔ کیونکہ اگر آدم کے وقت کا مادی عالم آج کے ترقی یافتہ لوگوں کی مادی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا روحانی عالم موجودہ زمانہ کی روحانی ضروریات کے لئے کیوں کافی نہیں ہو سکتا؟ ہاں ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ مادی دنیا کے سائنس دانوں کی طرح کوئی روحانی استاد اس روحانی عالم کی گہرائیوں میں سے نئے نئے خزانے نکال کر دنیا کے سامنے لائے اور حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ میری بعثت کی یہی غرض ہے کہ میں موجودہ زمانہ کی روحانی پیاس کو ایک پرانے برتن میں سے تازہ شراب نکال کر بجھاؤں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’جاننا چاہئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہل زبان پر روشن ہو سکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر ایک ملک کے آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یورپین یا امریکن۔ یا کسی اور ملک کا ہو ملزم و ساکت و لاجواب کر سکتے ہیں وہ غیر محدود معارف وحقائق وعلوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں ....اے بندگان خدا یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف وحقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے اور ہر یک زمانہ اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ کوئی شخص برہمو ہو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نکال نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب وغرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحف مطہرہ کا ہے تا خدائے تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو۔‘‘

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 255 تا 258)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’یہ تو ظاہر ہے کہ قرآن کریم بذات خود معجزہ ہے اور بڑی بھاری وجہ اعجاز کی اس میں یہ ہے کہ وہ جامع حقائق غیر متناہیہ ہے مگر بغیر وقت کے وہ ظاہر نہیں ہوتے بلکہ جیسے جیسے وقت کے مشکلات تقاضا کرتے ہیں وہ معارف خفیہ ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ دیکھو دنیوی علوم جو اکثر مخالفِ قرآن کریم اور غفلت میں ڈالنے والے ہیں کیسے آجکل ایک زور سے ترقی کر رہے ہیں اور زمانہ اپنے علوم ریاضی اور طبعی اور فلسفہ کی تحقیقاتوں میں کیسی ایک عجیب طور کی تبدیلیاں دکھلا رہا ہے۔ کیا ایسے نازک وقت میں ضرور نہ تھا کہ ایمانی اور عرفانی ترقیات کے لئے بھی دروازہ کھولا جاتا تا شرور محدثہ کی مدافعت کے لئے آسانی پیدا ہو جاتی۔ سو یقیناً سمجھو کہ وہ دروازہ کھولا گیا ہے اور خدا تعالیٰ نے ارادہ کر لیا ہے کہ تا قرآن کریم کے عجائبات مخفیہ اس دنیا کے متکبر فلسفیوں پر ظاہر کرے۔‘‘

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 466-467)

(باقی آئندہ)

اگر آپ نے کبھی کوئی کتاب یا مقالہ لکھا ہے یا آپ کی کوئی تصنیف شائع ہوئی ہے تو درخواست ہے کہ اوّلین فرصت میں ہم سے رابطہ فرمائیں۔

’’ریسرچ سیل‘‘ ایسی تمام کتب/ اخبارات ورسائل اور مقالہ جات کا ڈیٹا Data اکٹھا کر رہا ہے جو 1889ء سے لے کر اب تک کسی بھی احمدی کی طرف سے شائع شدہ ہوں۔

درج ذیل کوائف کے مطابق ہمیں فیکس یا ای میل کریں۔ اگر آپ کے پاس سلسلہ کی پرانی کتب موجود ہیں تو بھی درخواست ہے کہ ہمیں مطلع فرمائیں۔ آپ کے تعاون کا شدت سے انتظار رہے گا۔ جزاکم اللہ خیراً۔

ضروری کوائف: کتاب کا نام: مصنف/مرتب/مترجم کا نام: ایڈیشن: مقام اشاعت: تاریخ اشاعت: ناشر/طابع: تعداد صفحات، زبان، موضوع۔

برائے رابطہ ایڈریس و فون نمبرز: انچارج ریسرچ سیل۔ پی او باکس 14۔ چناب نگر۔ ربوہ۔ پاکستان

آفس: 0092476214953 Res:0476214313 Mob: 03344290902

فیکس نمبر: 009 2476 6211943 ای میل: research.cell@saapk.org

دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح اپنی اولاد میں بھی پیدا کریں۔

(ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں
از صفحہ نمبر 16

بچوں کا نام سکول سے خارج کر دیا۔ جس پر آپ نے بچوں کا داخلہ ایک سرکاری سکول میں کروا دیا مگر یہاں بھی کچھ زیادہ بہتر صورت حال نہیں تھی۔ لہذا مجبوراً آپ کو بچوں کو ایک اور پرائیویٹ سکول میں داخل کروانا پڑا۔

کیا آج کے اس مادی دور میں محض عقیدہ کی بنا پر اس قدر شدید ذہنی کرب کا مقابلہ کرنا ایک غیر معمولی قربانی نہیں ہے؟؟

احمدی پابند سلاسل

گولیکی ضلع گجرات کے مکرم نصرت احمد صاحب کو ایک جھوٹے اور بے بنیاد مقدمہ قتل میں گرفتار کیا گیا تھا۔ یہ گرفتاری اس حد تک ظالمانہ ہے کہ ایف آئی آر میں مکرم نصرت صاحب کا ذکر تک نہ تھا۔ یقیناً یقیناً اس حراست کے پیچھے شریر مُلّاں کا تخریبی ذہن کارفرما ہے۔ مقتول کے ورثاء کا کہنا ہے کہ ’’ہم جانتے ہیں کہ مکرم نصرت صاحب بے گناہ ہیں لیکن ہیں تو ایک مرزائی ناں۔ اب اگر وہ احمدیت چھوڑ دے تو ہم اسے پولیس سے رہائی دلوا دیں گے۔‘‘

آراء اور تبصرے

(1) مسلمان اور اقلیتیں

عرفان حسین: ’’مَیں ایک ذاتی بات بتاتا چلوں، کراچی کے سینٹ پیٹرک سکول کے اچھے اور قابل پادریوں نے مجھے تعلیم دی۔ جن کی مَیں آج بھی عزت ہی کرتا ہوں۔ مَیں عیسائیوں ہندوؤں اور پارسیوں کو اپنا دوست سمجھتا ہوں۔ فرض کر لیں کہ ہم اپنے ذاتی اعمال کے سبب سے ہی دوزخ میں جائیں گے لیکن یقیناً یاد رکھنا چاہئے کہ تہذیب اور اقدار کی بھی کچھ اہمیت ہے۔ جس کا لحاظ رکھنا جہاں باقی لوگوں کا فرض ہے وہاں پنجاب کے حکمرانوں کی بھی اس بابت کان دھرنے کی ضرورت ہے۔

(ڈیلی ڈان لاہور، 28 جنوری 2012ء)

(2) لاہور بار کی طرف سے شیزان کی مصنوعات پر پابندی

محمد شعیب عادل: ’’ایک خبر جو انگریزی پریس میں شائع ہوئی لیکن ہمارے اردو اور الیکٹرانک میڈیا نے اسے جان بوجھ کر نظر انداز کر دیا وہ یہ کہ لاہور بار ایسوسی ایشن کے صدر نے حکم جاری کیا ہے کہ تمام ماتحت عدالتوں کی کینٹینز میں 11 فروری سے شیزان جوس یا اس کی دوسری مصنوعات پر پابندی عائد کر دی ہے اور جو کوئی لاہور بار کی عدالتوں کی حدود میں شیزان کی مصنوعات فروخت کرتے ہوئے پایا گیا تو اس کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے گا۔ خبر میں سخت ایکشن کی وضاحت نہیں کی گئی اور نہ ہی بتایا کہ یہ ایکشن تعزیرات پاکستان کی کس دفعہ کے تحت لیا جائے گا۔

انگریزی اخبار ایکسپریس ٹریبیون (11 فروری) کے مطابق لاہور بار ایسوسی ایشن کے صدر چوہدری ذوالفقار نے کہا کہ ختم نبوت لائرز فورم کے صدر غلام مصطفیٰ چوہدری کی طرف سے کئے گئے مطالبے پر یہ پابندی لگائی جا رہی ہے جس کی حمایت 100 سے زائد وکلاء نے کی ہے۔ لاہور بار کے صدر چوہدری ذوالفقار نے کہا کہ وہ اس سلسلہ میں ایک مہم شروع کر رہے ہیں تاکہ عدالتوں کے احاطے میں موجود کنٹینز اور کیفے ٹیریاز میں شیزان کی مصنوعات پر مکمل پابندی لگائی جائے اور اس فیصلے پر عمل درآمد کروانے کے لئے انہوں نے وکلاء پر مشتمل ٹیم تشکیل دے دی ہے۔ ختم نبوت لائرز فورم کے صدر چوہدری غلام مصطفیٰ کے مطابق لاہور بار کے صدر نے نائب صدر رانا جاوید بشیر خان کی سربراہی میں ٹیم تشکیل دی ہے جو اس پابندی پر عمل کروائے گی۔ یہ ٹیمیں لاہور کی مختلف عدالتوں ڈسٹرکٹ کورٹس، سیشن کورٹس، بینکنگ کورٹس، سپیشل کورٹس، ایوان عدل، ماڈل ٹاؤن کورٹس، کینٹ کورٹس میں اس پابندی پر عمل درآمد کروائیں گی۔

لاہور بار کے صدر کے اس اقدام کا واضح مطلب یہ ہے کہ شیزان جوس اور اس کی مصنوعات کے مالک چونکہ احمدی ہیں اور احمدیوں کو پارلیمنٹ نے نان مسلم قرار دے دیا ہے لہذا نان مسلم کی تیار کردہ اشیاء شرعی طور پر استعمال کرنا حرام ہے۔ حالانکہ شیزان فیکٹری میں غیر احمدیوں کی ایک بڑی تعداد کام کر رہی ہے۔ اگر معیار یہ ہے کہ نان مسلم کی اشیاء کو استعمال کرنا شرعی طور پر حرام ہے تو پھر یہ مہم پیپسی کولا، کوکا کولا، نیسلے وغیرہ کے خلاف کیوں نہیں چلائی جاتی جو (ان کے بقول) یہودیوں کی ملکیت ہیں؟ اس سے بھی بڑھ کر یہودیوں کی تیار کردہ مصنوعات جن میں موبائل فون، کمپیوٹر، کاریں اور دوسری گھریلو سہولیات، جن کے بغیر یہ ایک دن بھی گزارا نہیں کر سکتے، کا بائیکاٹ کیوں نہیں کرتے، کیونکہ اس اشیاء کو استعمال کرنے کا مطلب یہی ہے کہ آپ ان کو معاشی طور پر مضبوط کر رہے ہیں ان مذہبی جماعتوں کی امداد کا بڑا حصہ مغربی ممالک میں کام کرنے والے پاکستانیوں کا بھی ہوتا ہے جو براہ راست غیر مسلموں (یا ان کے بقول کافروں) کی نوکری کرتے ہیں اور ان کو معاشی طور پر مضبوط کرتے ہیں۔

لاہور بار ایسوسی ایشن کی ویب سائٹ کے مطابق اس کے رجسٹرڈ ارکان کی تعداد 16000 سے زائد ہے جس میں سے 100 انتہا پسند افراد نے تقریباً 16000 ارکان کو یرغمال بنا لیا ہے۔ سولہ ہزار ارکان جن میں ایک بڑی تعداد احمدی وکلاء کی بھی ہے ان کو یہ علم ہی نہیں کہ یہ فیصلہ کس قانون کے تحت کیا گیا ہے اور کیا انہیں ایسا کرنے کا اختیار حاصل ہے غالب امکان یہی ہے کہ یہ سولہ ہزار افراد اس موضوع پر کوئی بات ہی نہیں کریں گے اور خاموش رہیں گے یہ وہ افراد ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ وہ قانون کی حکمرانی کے علمبردار ہیں لیکن ان کا عمل اس کے برعکس ہے۔ چیف جسٹس کی بحالی کی تحریک نے ہمارے وکلاء کو بھی آزاد کر دیا ہے اور وہ انتہا پسند ملاں کی طرح خود ہی قانون بناتے ہیں اور پھر خود ہی اس پر عمل درآمد شروع کر دیتے ہیں۔ اگر عدالت ان کی مرضی کے خلاف فیصلہ دے دے تو ہنگامہ کھڑا کر دیتے ہیں اور اکثر اوقات جج کو مارتے پیٹتے ہیں لیکن افسوس کہ الیکٹرانک میڈیا اس انتہا پسندی کے خلاف بولنے کو تیار نہیں۔ بلکہ میڈیا بھی اپنی عدالتیں لگا کر بیٹھا ہے اور وہ فیصلے سنا کر حکومت سے مطالبہ کر رہا ہے کہ وہ اس پر عمل درآمد کیوں نہیں کرتی۔ کوئی سال بھر پہلے میڈیا کے اینکر پرسنز نے سلمان تاثیر کو واجب القتل قرار دے دیا تھا جس کے نتیجہ میں ایک شخص ممتاز قادری نے ان کو قتل کر دیا اور قانون کی حکمرانی کے دعوے داروں نے سلمان تاثیر کے قاتل ممتاز قادری کے قتل کے عمل کو نہ صرف سراہا بلکہ اسے ہاروں سے لاد دیا۔

پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ جو ظلم و زیادتیاں ہو رہی ہیں اسے اردو پریس اور الیکٹرانک میڈیا میں کوئی تین چار فیصد جگہ مل جاتی ہے لیکن احمدیوں کے خلاف کسی بھی واقعہ کا مکمل بلیک آؤٹ کیا جاتا ہے کیونکہ ان کی حمایت کرنے کا مطلب اپنے آپ کو بھی احمدی قرار دلوانا ہے اور یہ ایسا الزام ہے جو لاکھ وضاحتیں کرنے کے باوجود ساری عمر اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ ہمارے دانشور اتنے خوفزدہ ہو چکے ہیں کہ میڈیا میں یا کسی فورم میں ان کے حق میں کوئی بات کرنے کو تیار نہیں اور اگر نجی طور پر کوئی گفتگو کرے گا تو پہلے یہ وضاحت دے گا کہ اس کا تعلق ایک سنی العقیدہ گھرانے سے ہے۔

ہماری مذہبی جماعتیں جو جمہوریت اور آزادی اظہار رائے کی بات کرتی ہیں وہ صرف نمائشی ہیں۔ یہ پارلیمنٹ کو اسی وقت درست سمجھتی ہیں جب وہ خود اقتدار میں ہوں۔ پاکستان کی چونسٹھ سالہ تاریخ میں جب بھی آزادانہ انتخابات کا انعقاد ہوا ہے تو عوام نے مذہبی جماعتوں کی قیادت کو رد کر دیا ہے لہذا انہیں آمریت میں ہی پناہ ملتی ہے اور وہ براہ راست آمریت کی مرہون منت ہی رہی ہیں۔ یہ انتخابات میں حصہ بھی لیتی ہیں لیکن جب ناکام ہو جائیں تو خلافت کے احیاء کے لئے کوششیں شروع کر دیتی ہیں اور اس کے لئے فوج کی طرف دیکھتی ہیں کہ وہ ان کی مدد کرے۔ مذہبی جماعتوں کی بڑی تعداد اکثر و بیشتر پارلیمنٹ اور جمہوریت کا مذاق اڑاتی ہے اور انتہا پسند جہادی تنظیموں کی حمایت کرتی ہے جو جمہوریت کی بجائے تشدد پر یقین رکھتی ہیں۔‘‘

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁

تبلیغ کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریقوں کو استعمال کرنے کا اہم ارشاد

تبلیغ احمدیت کی روح رواں اور جان ہے۔ جس کو کامیاب بنانے کا مؤثر ترین ذریعہ یہ ہے کہ جماعت کے مبلغین خصوصًا اور دیگر افراد عموماً تبلیغ کے ان طریقوں پر عمل کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں۔ حضرت سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے 15/نومبر 1946ء کو اس کی طرف خاص توجہ دلائی اور فرمایا:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہمیں ہر قوم میں تبلیغ کرنے کے لئے کچھ گُر بتائے ہیں اور وہ ہر قوم کے لئے الگ الگ ہیں۔ اور اگر موقعہ اور محل کے مناسب ان کو استعمال کیا جائے تو ہم ہر قوم میں تبلیغ کر کے بڑی آسانی سے کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

ان میں سے **مسلمانوں کے اندر تبلیغ** کرنے کے لئے سب سے بڑا گُر یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے مسئلہ کو باطل ثابت کیا جائے۔

عیسائیوں میں تبلیغ کے لئے یہ گُر ہے کہ نقلی اور عقلی دلائل سے ان پر یہ ثابت کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھے تو ضرور تھے مگر صلیب پر سے زندہ اترے اور بعد میں طبعی موت مرے۔

سکھوں میں تبلیغ کے لئے یہ گُر ہے کہ انہیں بتایا جائے کہ ان کے بزرگ حضرت بابا نانک صاحب اسلام کو مانتے تھے اور انہوں نے اپنی زندگی میں اسلام کی خدمت میں کمر باندھی ہوئی تھی۔

ہندوؤں میں تبلیغ کا گُر یہ ہے کہ ان کی کتابوں سے جن کو وہ الہامی یا مقدس مانتے ہیں ان کے سامنے یہ ثابت کیا جائے کہ ان کے اوتاروں نے یہ خبر دی تھی کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں ایک خاص زمانہ میں ظاہر ہوں گے اور یہ کہ اس سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہے اور اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے سے وہ خبر پوری ہو چکی ہے۔

یہ تمام گُر گویا تبلیغ کی جان ہیں۔ اور یہ ایسے کارآمد ہتھیار ہیں جو ہم ہر قوم کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں اور ان کے صحیح استعمال سے ہماری ہر میدان میں فتح یقینی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مختلف علاقوں کے لوگ مختلف طبائع کے ہوتے ہیں اور ان طبائع کے مطابق ذرائع بھی اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ جس طرح لڑائی کے میدان میں دشمن کی چالوں کو سمجھنے اور ان کے اندفاع کے لئے کبھی ایک پہلو بدلنا پڑتا ہے کبھی دوسرا پہلو اختیار کرنا پڑتا ہے اور جو شخص نادانی سے ایک ہی پہلو اختیار کئے رکھتا ہے وہ دشمن پر فتح نہیں پا سکتا۔ اور جو شخص ہوشیار اور چالاک ہوتا ہے وہ دوسرے کے مطابق اپنا پہلو بدلتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح تبلیغ میں بھی پہلو بدلنا پڑتا ہے۔ مگر تبلیغ میں اصولی باتوں کو نظر انداز کر دینا جائز نہیں‘‘۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ 621-622)

✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے
خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

میجر ڈاکٹر محمود احمد شہید

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ ستمبر، اکتوبر 2009ء میں مکرمہ بیگم بلقیس احمد صاحبہ کے قلم سے اُن کے شہید خاوند محترم میجر ڈاکٹر محمود احمد صاحب کا ذکرخیر اور اُن کی شہادت کے حالات شائع ہوئے ہیں۔

مکرمہ بیگم بلقیس احمد صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر نامدار نے جنگ عظیم دوم کے بعد فوج سے فراغت لی۔ 25 نومبر 1945ء کو ہماری شادی ہوئی اور 17 اگست 1948ء کو اُن کی شہادت ہوگئی۔ اس قلیل عرصہ میں بھی ان کا زیادہ وقت باہر گزرا۔

میرا اور میرے شوہر کا تعلق امرتسر کی معروف قاضی فیملی سے ہے۔ آپ حضرت ڈاکٹر کرم الٰہی مرحومؓ کے پوتے، محترم قاضی محمد شریف مرحوم کے فرزند اور قاضی محمد حنیف صاحب (ڈپٹی کلکٹر انہار) کے داماد تھے۔ ہمارا آبائی گھر امرتسر میں تھا۔ گھر میں قرآن مجید کے درس کا انتظام تھا۔ نمازیں باجماعت ادا ہوتی تھیں۔ اس ماحول میں تربیت ہوئی اور احمدیت زندگی کا محور بن گئی۔ تحریکِ جدید کا آغاز ہوا تو خاندان کے نوجوانوں میں اوّلین میرے شوہر تھے جنہوں نے اس تحریک پر لبیک کہا اور باقاعدہ چندہ ادا کرتے رہے۔

آپ نہایت خندہ پیشانی سے اپنے والدین کے اشارہ پر دُور ونزدیک کے عزیزوں کے لئے مالی اور دیگر قربانیاں بجالایا کرتے۔ تقسیم ہند کے وقت آپ کوئٹہ کی فوج میں تعینات تھے اور وہاں پنشن لے کر فارغ ہوئے۔ لیکن کوئٹہ کی آب وہوا پسند ہونے کی وجہ سے وہاں مستقل قیام کا ارادہ کرلیا۔ اسی دوران حضرت مصلح موعودؓ نے تین ماہ کے وقف کے لئے ڈاکٹروں کو تحریک کی کہ قادیان میں درویشوں کے پاس ایک ڈاکٹر کا ہونا بھی لازمی ہے۔ ڈاکٹر میجر محمود احمد شہید نے اس تحریک پر لبیک کہا اور لاہور پہنچ گئے۔ مَیں اُن دنوں لائل پور میں اپنے سسرال میں اپنے بڑے بیٹے کی پیدائش کے سلسلہ میں ٹھہری ہوئی تھی۔ میرے شوہر نے لاہور پہنچ کر احمدی کیمپوں میں صحت وصفائی کا کام سنبھال لیا۔ گندگی اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر گڑھوں میں دبائی۔ ٹائیفائیڈ اور ہیضہ کے ٹیکے کثرت سے لگائے۔ اس دوران انہیں بیٹے کی پیدائش کی اطلاع ملی تو دوتین روز کے لئے لائل پور آئے اور پھر واپس لاہور چلے گئے جہاں سے قادیان روانہ ہوگئے۔ راستہ میں ان کی بس پر ہینڈ گرنیڈ پھینکا گیا جو پھٹ نہیں سکا۔

قادیان میں اس وقت بے سروسامانی کا عالم تھا۔ نور ہسپتال پر ہندوؤں کا قبضہ تھا۔ چنانچہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کے گھر کے ایک کمرہ میں آپ کی رہائش اور کلینک کا انتظام کیا گیا۔

ڈاکٹر صاحب کے مزاج میں انکساری کا پہلو نمایاں تھا۔ بااخلاق اور خوش ذوق تھے۔ ہمہ وقت دوسروں کی مدد اور خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔

قادیان میں آپ کی ڈیوٹی تین ماہ کے لئے تھی لیکن جب حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ آپ اگر اور ٹھہر سکتے ہیں تو ٹھہر جائیں تو لبیک کہا اور تقریباً 8 ماہ وہاں قیام کیا۔ جون 1948ء میں پاکستان آئے اور حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؓ نے آپ کو نہایت خوبصورت سیاہ چُغہ تبرکاً دیا جو میرے پاس محفوظ ہے۔

پھر چند روز لائل پور ہمارے ساتھ قیام کرکے کلینک اور رہائش کا انتظام کرنے کوئٹہ روانہ ہوگئے اور دو ماہ بعد آکر ہمیں بھی ہمراہ لے گئے۔

1948ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے کوئٹہ آنے کا ارادہ کیا تو جماعت میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ڈاکٹر صاحب کلینک سے وقت نکال کر بنگلہ کی تیاری میں مدد دینے روزانہ چلے جاتے۔ حضورؓ کے ہمراہ اہل خانہ اور حضرت اماں جانؓ بھی تشریف لائیں۔ حضرت اماں جانؓ کا لحاف قادیان میں ڈاکٹر صاحب کے استعمال میں رہا تھا جسے آپ تبرکاً اپنے ہمراہ لے آئے تھے۔ آپ نے مجھے خوبصورت نیا لحاف تیار کروانے کو کہا تاکہ حضرت اماں جانؓ کو پیش کرسکیں۔ آپ اکثر شام کو حضرت اماں جانؓ اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کو سیر کروانے لے جاتے۔ مَیں بیٹے کے ہمراہ روزانہ بنگلہ جایا کرتی تھی۔ ایک دن حضرت اماں جانؓ نے مجھ سے کہا کہ تمہارے میاں کی معلومات بہت وسیع ہیں، تم بہت ہی خوش قسمت ہو ڈاکٹر محمود بہت اچھے مزاج اور اخلاق کے انسان ہیں۔ ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر محمود شہید واقعی بہت نفیس انسان تھے۔ احمدیت، حضرت مسیح موعودؑ سے عقیدت اور خلافت سے وابستگی مثالی تھی۔

17/اگست 1948ء کی صبح ڈاکٹر صاحب ناشتہ کے لئے میز پر بیٹھے تو کہنے لگے کہ مجھے پانچ سو روپے کی فوری ضرورت ہے، دوتین دن میں واپس کردوں گا۔ مَیں نے پوچھا کہ اتنی رقم کا کیا کرنا ہے۔ کہنے لگے کہ رات مسجد میں صدر صاحب سے وعدہ کرآیا تھا کہ صبح اُن کو اتنی رقم مل جائے گی اور اگر یہ رقم آج نہ ادا کی گئی تو مسجد کے ساتھ جو زمین ہے وہ نہ مل سکے گی۔ مَیں نے رقم ایک رومال میں باندھ کر آپ کو دیدی۔ آپ ناشتہ کرکے صدر صاحب کو رقم دے کر پھر کلینک چلے گئے۔ دوپہر کو کھانا کھانے آئے تو بہت خوش تھے۔ دوتین بار کہا آج بہت ہی اچھا کام ہوا ہے۔ رقم کا انتظام نہ ہوتا تو ہمارے ہاتھ سے یہ زمین نکل جاتی اور مسجد تنگ رہتی۔ کھانا کھا کر ظہر کی نماز ادا کی، مجھے اور بیٹے مسعود کو آخری سلام کیا اور واپس کلینک چلے گئے۔ شام کو ایک مریض کو دیکھنے کلینک سے چھاؤنی چلے گئے۔

اُن دنوں حضورؓ کی کوئٹہ میں موجودگی کی وجہ سے مخالفت اور عداوت بہت زیادہ تھی۔ اُس روز بھی مولوی رات کو ریلوے گراؤنڈ میں جلسہ کررہے تھے۔ ڈاکٹر محمود جب گھر واپس آرہے تھے تو آپ کا چچازاد بھائی اقبال اور ڈرائیور بھی ہمراہ تھے۔ راستہ میں ریلوے گراؤنڈ کی طرف چلے گئے تاکہ سنیں کہ وہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہاں دیکھا کہ ایک آدمی کو کئی لوگ مل کر مار رہے ہیں۔ آپ نے کار سے باہر اُتر کر دیکھا کہ الفضل کے رپورٹر کو مار رہے ہیں۔ آپ نے بڑی دلیری سے آگے ہوکر اس کو چھڑایا اور کہنے لگے اس کو مارنے سے آپ کو کیا مل جائے گا۔ میں بھی تو احمدی ہوں۔ اس پر الفضل کے رپورٹر کو اُن لوگوں نے چھوڑ دیا۔ آپ نے اس کو سائیکل پر سوار کروایا اور کہا فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔ آپ ابھی وہیں کھڑے تھے کہ ایک شخص نے آگے بڑھ کر آپ سے کہا ڈاکٹر صاحب آپ بھی فوراً یہاں سے چلے جائیں آپ کی جان کو بھی خطرہ ہے۔ آپ اقبال کے ساتھ کار میں بیٹھے ہی تھے اور کار کا دروازہ ابھی بند بھی نہ ہوا تھا کہ کار پر پتھراؤ شروع ہوگیا۔ کار کے شیشے ٹوٹ گئے۔ آپ نے کار اسٹارٹ کی مگر کار چند گز چل کر رُک گئی۔ ڈرائیور سے کہا ہینڈل لگاؤ۔ ڈرائیور کار سے نکلا مگر خوف سے ہینڈل کیا لگاتا وہ ہینڈل لے کر ہی بھاگ گیا۔ آپ اور اقبال دونوں زخمی ہورہے تھے۔ کہ ایک بڑا پتھر آپ کے بازو پر لگا۔ آپ نے اقبال سے کہا کہ میرا بازو ٹوٹ گیا ہے یہ لو رومال اگر میرے بازو پر باندھ سکتے ہو تو باندھ دو اور چلو کار سے نکل کر بھاگتے ہیں۔ شاید بچ جائیں۔ کلینک کی چابیاں بھی اقبال کو دیں اور کہا اقبال اگر بچ کر نکل سکتے ہو تو کسی طرف چلے جاؤ۔ مجھے تو یہ لوگ اب نہیں چھوڑیں گے۔ اقبال بھاگتے ہوئے ایک کھڈ کے اندر گر گیا اور وَہیں چُھپ گیا۔ ڈاکٹر صاحب ریلوے کوارٹروں کی طرف بھاگے۔ ایک کوارٹر کے دروازے پر ہاتھ مارا لیکن وہ بند تھا۔ چونکہ بہت زخمی ہوچکے تھے بھاگ بھی نہ سکتے تھے۔ اور ایک ہجوم تھا جو اُن کے پیچھے چلا آرہا تھا۔ آپ دوسری طرف ہوئے ہی تھے کہ ایک آدمی نے آپکو پکڑ کر گرالیا۔ اور خنجر کے کئی وار کرتا گیا حتیٰ کہ آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔ آپ کا کوٹ اور گھڑی اُتارلی گئی۔ مگر انگوٹھی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی شاید ان ظالموں کو نظر ہی نہ آئی۔ پھر انہی ظالموں کے گروہ میں سے ایک شخص بولا او ہو یہ ڈاکٹر حمید تو نہیں یہ تو ڈاکٹر محمود ہے۔ یہ کہہ کر وہ لوگ وہاں سے بھاگ گئے۔ کوارٹروں کے مکینوں کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ آپ کے مُنہ سے استغفراللہ سنا اور اس کے بعد آپ خاموش ہوگئے۔ (ڈاکٹر حمید ریلوے میں افسر تھے اور انہوں نے فسادیوں کو ریلوے گراؤنڈ میں جلسہ کی اجازت دینے سے انکار کردیا تھا۔ جس پر فسادیوں نے دھمکی دی تھی کہ جلسہ تو ہم ضرور کریں گے اور بعد میں تمہیں بھی دیکھ لیں گے)۔ جسٹس محمد منیر کی تحقیقاتی رپورٹ 1953ء کے مطابق ڈاکٹر محمود کے جسم پر پتھر اور تیز دھار والے ہتھیاروں سے لگائے ہوئے 26 زخم تھے اور سارا خون بہہ جانے کی وجہ سے شہید ہوگئے۔

ڈاکٹر صاحب ساڑھے آٹھ بجے تک گھر آجایا کرتے تھے۔ اُس روز گیارہ بج چکے تھے۔ مَیں سخت پریشان تھی۔ کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں۔ بچہ بھی سوگیا تھا۔ میں نے دوتین بار کھانا گرم کیا۔ خود کھانے کی کوشش کی۔ نماز پڑھنے کی کوشش کی مگر نماز بھول جاتی رہی نہ کچھ کھاسکی اور نہ نماز ادا کرسکی۔ بارہ بجے کے لگ بھگ دروازہ کھٹکا۔ عزیز اقبال بے حد گھبرایا ہوا نظر آیا۔ مُنہ پر چوٹیں آئی ہوئی تھیں۔ گھبراہٹ میں پوچھنے لگا: بھائی جان آگئے ہیں؟ میں نے کہا نہیں اور بے شمار سوال کرڈالے۔ وہ تسلی دینے لگا۔ میں نے اقبال کو لٹایا اور اسے پانی دے رہی تھی کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ دیکھا کہ پولیس کے دو آدمی کھڑے تھے۔ بڑے اکھڑ لہجے میں کہنے لگے کہ ڈاکٹر محمود کو بلوائیوں نے مار دیا ہے۔ میری آنکھوں میں اندھیرا سا آگیا۔ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ اقبال سمجھ گیا، گرتا پڑتا دروازہ تک پہنچا۔ اُن سے کہا اچھا اور دروازہ بند کردیا۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب اور میری رفاقت کے پونے تین سال ختم ہوگئے۔

صبح تک یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مع اہل خاندان ہمارے گھر آئے اور تعزیت کی۔ حضرت اماں جانؓ نے فرمایا کہ بیٹی ہو یا بیٹا یہ تو اللہ کی دین ہے لیکن دوسرا بچہ اگر بیٹا ہوا تو اس کا نام اس کے باپ کے نام پر ہی رکھنا۔ چنانچہ ہمارے دوسرے بیٹے کا نام احمد محمود رکھا گیا جو اس المناک واقعے کے 5 ماہ بعد پیدا ہوا۔ پہلے بیٹے کا نام احمد مسعود ہے۔ دونوں بیٹوں کے نام حضرت اماں جانؓ نے رکھے۔ میری فرمائش پر نہیں بلکہ اپنے پیار کی وجہ سے۔

غالباً 19 اگست کو شہر میں کرفیو لگ گیا۔ اسی دن پولیس کی نگرانی میں ڈاکٹر محمود کو امانتاً کوئٹہ میں دفن کردیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی، خود آپکو لحد میں اُتارا اور دعا کروائی۔

اُن دنوں پنجاب میں شدید سیلاب آیا ہوا تھا اس لئے یہاں سے کوئی عزیز نہ آسکے، حضورؓ کا خاندان اور کوئٹہ کی جماعت شریکِ غم رہی۔ حضورؓ نے 21 اگست 1948ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ ’’یہ حملہ جو ڈاکٹر محمود پر کیا گیا ہے حقیقتاً یہ حملہ احمدیت پر ہے‘‘۔

میجر محمود شہید کے جسدِ خاکی کو بعد میں کوئٹہ سے ربوہ لاکر مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 30/اپریل 1999ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا: ’’خلافتِ ثانیہ کے دَور کی ایک قربانی جو 1948ء میں ہوئی اس کا ذکر کرتا ہوں۔ ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب، امرتسر کی مشہور احمدی فیملی کے چشم وچراغ تھے۔ قاضی محمد شریف صاحب ریٹائرڈ انجینئر لائل پور کے صاحبزادہ تھے۔ ڈاکٹر صاحب بہت متدین نوجوان تھے۔ انہوں نے قادیان میں بھی درویشی کے ایام کاٹے ہیں اور وہاں اپنے آپ کو وقف کیا تھا۔ زمانۂ درویشی کے ابتدائی ایام نہایت وفاشعاری سے قادیان میں گزارے اور گراں قدر طبّی خدمت بجالاتے رہے‘‘۔ حضورؒ نے جسٹس منیر تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ سے اس واقعہ سے متعلق اقتباس بھی پڑھے کہ: ’’کوئی شخص اس اسلامی شجاعت کے کارنامہ کی نیک نامی لینے پر آمادہ نہیں ہوا اور بے شمار عینی شاہدوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں نکلا جو ان غازیوں کی نشاندہی کرسکتا یا کرنے کا خواہشمند ہوتا جس سے یہ بہادرانہ فعل صادر ہوا۔ لہٰذا اصل مجرم شناخت نہیں کئے جاسکے اور مقدمہ بے سراغ داخل دفتر کردیا گیا۔‘‘

اس المناک واقعہ کے وقت میری عمر صرف 23 سال تھی۔ میری کل پونجی 175 روپے، کچھ زیور اور گھر کا تھوڑا سا سامان تھا۔ بڑا بیٹا احمد مسعود سوا سال کا تھا اور احمد محمود کی پیدائش 5 ماہ بعد ہونی تھی۔ میری تعلیم نامکمل تھی۔ میں تقریباً دو سال بچوں کے ساتھ اپنے سسرال میں رہی۔ پھر اپنے چھوٹے بھائی رفعت کے پاس لاہور آگئی جو اسسٹنٹ انجینئر تھے۔ اُس کی سرپرستی سے مَیں نے پبلک ہیلتھ نرسنگ کا کورس مکمل کیا اور ایک سو روپیہ فی مہینہ کی تنخواہ پر ملازمت کرلی۔ بچے میری امی اور بھابھی نے سنبھالے۔ بھائی اور بھابھی نے میرے اور اپنے بچوں میں کبھی فرق نہیں کیا۔ احمد مسعود F.A. کے بعد ملٹری اکیڈیمی میں چلا گیا اور میجر بن کر ریٹائرڈ ہوا۔ احمد محمود نے نیشنل کالج آف آرٹس میں آرکیٹیکٹ کا پانچ سالہ کورس کیا جس میں فرسٹ آکر گولڈ میڈل حاصل کیا۔ بعد میں امریکہ سے ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

23rd March 2012 – 29th March 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 23rd March 2012

- 00:15 MTA World News
- 00:35 Tilawat
- 00:45 Japanese Service
- 01:10 Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
- 01:50 Liqa Ma'al Arab: rec. on 23rd April 1996
- 03:05 Tarjamatul Qur'an class: rec. 9th November 1995
- 04:30 Lajna Imaillah Germany Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 17th September 2011
- 06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 06:35 Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
- 07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
- 08:25 Siraiki Service
- 09:10 Rah-e-Huda: rec. on 17th March 2012
- 10:45 Indonesian Service
- 11:45 Tilawat
- 12:05 Spotlight: interview with Muhammad Rabbani
- 13:00 Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
- 14:05 Dars-e-Hadith
- 14:25 Bengali Service
- 15:25 Real Talk: a programme exploring social issues affecting today's youth
- 16:30 Friday Sermon [R]
- 18:00 MTA World News
- 18:30 Khuddamul Ahmadiyya Germany Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 18th September 2011
- 19:35 Yassarnal Qur'an
- 20:00 Fiq'ahi Masa'il
- 20:30 Friday Sermon [R]
- 22:00 Insight: recent news in the field of science
- 22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 24th March 2012

- 00:00 MTA World News
- 00:30 Tilawat
- 00:40 International Jama'at News
- 01:10 Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th April 1996
- 02:15 Fiq'ahi Masa'il
- 02:45 Friday Sermon: rec. on 23rd March 2012
- 03:55 Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
- 04:25 Rah-e-Huda: rec. on 17th March 2012
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 06:35 International Jama'at News
- 07:05 Al-Tarteel
- 07:40 Jalsa Salana Qadian: address delivered by Huzoor on 28th December 2011
- 08:50 Question and Answer Session: recorded on 29th July 1995. Part 2
- 09:45 Friday Sermon [R]
- 10:55 Indonesian Service
- 12:00 Tilawat
- 12:15 Story Time: Islamic stories for children
- 12:35 Let's Find Out
- 13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
- 14:00 Bengali Service
- 15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
- 16:20 Live Rah-e-Huda
- 18:00 MTA World News
- 18:15 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
- 19:30 Faith Matters: question and answer session on matters regarding faith and religion
- 20:30 International Jama'at News
- 21:05 Intikhab-e-Sukhan [R]
- 22:20 Rah-e-Huda [R]

Sunday 25th March 2012

- 00:00 MTA World News
- 00:20 Friday Sermon: rec. on 23rd March 2012
- 01:30 Tilawat
- 01:45 Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th April 1996
- 02:50 Dars-e-Hadith
- 03:15 Friday Sermon [R]
- 04:25 Story Time: Islamic stories for children
- 04:45 Yassarnal Qur'an
- 05:00 Faith Matters
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 06:30 Yassarnal Qur'an
- 06:50 Gulshan-e-Waqfe Nau class
- 07:50 Faith Matters
- 09:00 Q uestion and Answer Session
- 10:00 Indonesian Service
- 11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 20th May 2011
- 12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 12:35 Yassarnal Qur'an
- 13:00 Friday Sermon [R]
- 14:00 Bengali Service
- 15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
- 16:00 Faith Matters [R]
- 17:30 Yassarnal Qur'an [R]
- 17:50 MTA World News
- 18:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
- 19:15 Real Talk
- 20:15 Food for Thought
- 20:50 Mosha'irah
- 21:50 Friday Sermon [R]
- 23:00 Ashab-e-Ahmad

Monday 26th March 2012

- 00:00 MTA World News
- 00:15 Tilawat
- 00:25 Yassarnal Qur'an
- 00:40 International Jama'at News
- 01:10 Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st May 1996
- 02:15 Food for Thought
- 02:50 Friday Sermon: rec. on 23rd March 2012
- 04:00 Ashab-e-Ahmad
- 05:00 Faith Matters
- 06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 06:30 International Jama'at News
- 07:05 Adaab-e-Zindagi
- 07:40 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
- 09:00 Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 12th January 1997
- 10:15 Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 6th January 2012
- 11:15 Jalsa Salana Speeches
- 12:00 Tilawat
- 12:20 International Jama'at News
- 13:00 Bengali Service
- 14:00 Friday Sermon: rec. on 9th June 2006
- 15:10 Jalsa Salana Speeches [R]
- 16:00 Dars-e-Hadith
- 16:20 Rah-e-Huda: rec. on 24th March 2012
- 18:00 MTA World News
- 18:30 Arabic Service: Sabeel-ul-Huda
- 19:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st May 1996
- 20:40 International Jama'at News
- 21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
- 22:10 Jalsa Salana Speeches [R]
- 22:50 Friday Sermon [R]

Tuesday 27th March 2012

- 00:00 MTA World News
- 00:15 Tilawat
- 00:30 Adaab-e-Zindagi
- 01:00 Insight: recent news in the field of science
- 01:25 Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st May 1996
- 02:30 Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 12th January 1997
- 03:35 Jalsa Musleh Ma'ood
- 05:00 Jalsa Salana Ghana: opening address delivered by Huzoor on 17th April 2008
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
- 06:30 Insight: recent news in the field of science
- 07:00 MTA Variety
- 07:25 Yassarnal Qur'an
- 08:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
- 09:00 Question and Answer Session: recorded on 28th October 1996. Part 1
- 10:00 Indonesian Service
- 11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 1st April 2011
- 12:05 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
- 12:15 Dars-e-Malfoozat
- 12:30 Insight: recent news in the field of science.
- 13:00 Bengali Service
- 14:00 Jalsa Salana Ghana: address delivered by Huzoor on 19th April 2008
- 15:05 Yassarnal Qur'an
- 15:25 Guftugu
- 16:00 MTA Variety [R]
- 16:25 Rah-e-Huda: rec. on 17th March 2012
- 18:00 MTA World News
- 18:30 Beacon of Truth
- 19:35 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 23rd March 2012
- 20:35 Insight: recent news in the field of science
- 20:45 Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
- 21:55 Jalsa Salana Ghana [R]
- 23:00 Real Talk

Wednesday 28th March 2012

- 00:00 MTA World News
- 00:15 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
- 00:50 Al-Tarteel
- 01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd May 1996
- 02:35 Learning Arabic: a programme teaching how to read, write and speak Arabic
- 03:05 Food for Thought: diabetes
- 03:45 Question and Answer Session: recorded on 28th October 1996. Part 1
- 04:50 Jalsa Salana Ghana: address delivered by Huzoor on 19th April 2008
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 06:45 Pakistan in Perspective
- 07:20 Dua-e-Mustaja'ab
- 07:50 Yassarnal Qur'an
- 08:05 Children's class with Huzoor
- 09:05 Question and Answer Session: Urdu session, recorded on 25th October 1996. Part 2
- 10:15 Indonesian Service
- 11:15 Swahili Service
- 12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 12:30 Al-Tarteel
- 13:00 Friday Sermon: rec. on 23rd June 2006
- 14:00 Bengali Service
- 15:05 Children's class [R]
- 16:05 Dua-e-Mustaja'ab [R]
- 16:35 Fiq'ahi Masa'il
- 17:15 Pakistan in Perspective [R]
- 18:00 MTA World News
- 18:20 Question and Answer Session [R]
- 19:30 Real Talk
- 20:45 Al-Tarteel [R]
- 21:15 Fiq'ahi Masa'il [R]
- 21:50 Children's class [R]
- 22:55 Friday Sermon [R]

Thursday 29th March 2012

- 00:00 MTA World News
- 00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 01:00 Fiq'ahi Masa'il
- 01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th May 1996
- 02:30 Pakistan in Perspective
- 03:05 Real Talk
- 04:05 Al-Tarteel
- 04:35 Dua-e-Mustaja'ab
- 05:00 Friday Sermon: rec. on 23rd June 2006
- 06:00 Tilawat
- 06:10 Beacon of Truth
- 07:00 Safar-e-Hayat
- 08:05 Faith Matters
- 09:10 Spotlight
- 10:00 Indonesian Service
- 11:05 Pushto Service
- 11:50 Tilawat
- 12:15 Yassarnal Qur'an
- 12:35 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 23rd March 2012
- 14:05 Tarjamatul Qur'an class: rec. 15th November 1995
- 15:20 Spotlight [R]
- 16:10 Faith Matters
- 18:00 MTA World News
- 18:25 Jalsa Salana Nigeria: concluding address delivered by Huzoor on 4th May 2008

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 19 Friday 16 March , 2012 Issue No. 11

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پرہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں

(ماہ جنوری 2012ء)

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 27 جنوری 2012ء میں فرماتے ہیں:

’’احمدیوں کو وقتاً فوقتاً جیسا کہ ہم سنتے رہتے ہیں، پاکستان میں شہید کیا جا رہا ہے، لیکن کیا یہ جو شہادتیں ہیں ہمارے حوصلے پست کر رہی ہیں؟ کئی مرتبہ میں نے بیان کیا ہے کہ لاہور کی مسجد میں جو واقعہ ہوا تھا۔ چوراسی (84) شہید ہوئے تھے تو اُن لوگوں کا خیال ہوگا کہ شاید کہ جماعت کے حوصلے پست ہوں گے۔ لیکن مردوں اور عورتوں اور بچوں کے مجھے خط آئے کہ ہمارے حوصلے پہلے سے بڑھے ہیں اور قربانیاں دینے کے لئے یہ درخواستیں تھیں کہ دعا کریں ہم بھی قربانی دینے والوں میں شامل ہوں اور صرف باتیں ہی نہیں ہیں بلکہ عملاً ہر جگہ سے اظہار کیا ہے۔

گزشتہ ماہ، لیہ میں بھی ایک خاتون شہید ہوئی ہیں اُن کا میں نے جنازہ پڑھایا تھا، اور یہ ایسی شہادت تھی کہ لوگوں نے مشن ہاؤس پر حملہ کیا، اور وہاں کی جماعت والے جب دفاع کے لئے آگے آئے ہیں تو مردوں کے ساتھ یہ عورتیں بھی شامل تھیں اور یہ ایک جوان عورت جس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے، اس موقع پر جب دشمنوں نے حملہ کیا تو یہ ہلاک ہوگئیں۔ کسی قسم کا کوئی خوف اور کوئی ڈر نہیں تھا، اور بڑی خوشی سے مقابلہ کرتے ہوئے اس خاتون نے بھی جامِ شہادت نوش کیا۔ پس یہ وہ احمدی عورتیں ہیں اور مرد ہیں اور بچے ہیں، جو قربانیوں سے کبھی نہیں ڈرتے۔ پس آج شہید ہونے والے یہ جو ہمارے صاحبزادہ داؤد صاحب ہیں، ان کی شہادت کو بھی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، ان کی نیکیوں کو، نیک فطرت کو، قبول کرتے ہوئے ہی اللہ تعالیٰ نے جماعت مبائعین میں شامل ہونے کی ان کو توفیق عطا فرمائی تھی، اور پھر یہ بھی توفیق دی کہ انہوں نے شہادت جیسا رُتبہ پایا۔ یہ اُس ایمان کی پختگی اور قربانی کا تسلسل ہے جو جماعت احمدیہ پچھلے ایک سوسال سے زائد عرصے سے دیتی چلی آرہی ہے۔ اور جس کی ابتداء اس شہید کے، جس کا جنازہ آج ہم پڑھ رہے ہیں، اس کے پڑنانا صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں کی تھی۔ پس آج حضرت صاحبزادہ صاحب کی روح اس بات پر ایک مرتبہ پھر خوش ہوگی کہ اُن کے خون نے سوسال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی اپنے فرض کو نبھایا ہے۔

پاکستان میں احمدیوں کے حالات آجکل بد سے بدتر ہورہے ہیں، زیادہ سے زیادہ خراب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس لئے پاکستانی احمدیوں کے لئے بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو ہر لحاظ سے محفوظ رکھے۔ ہر شر سے بچائے اور دشمنوں کی جلد پکڑ کے سامان پیدا فرمائے۔‘‘

(بحوالہ: ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن 17 فروری 2012ء صفحہ:9)

ذیل میں نظارت امور عامہ پاکستان سے موصولہ Persecution Report بابت ماہ جنوری 2012ء سے ماخوذ چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے مقدس امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کیلئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

معصوم احمدی کی شہادت

سرائے نورنگ ، بنوں۔ 23 جنوری: مکرم داؤد احمد صاحب ابن مکرم محمد شفیع صاحب کو بعمر 55 برس نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے گولیاں مار کر شہید کردیا۔ موٹر سائیکل پر سوار دو آدمیوں نے بوقت پونے دس بجے صبح آپ پر اس وقت فائرنگ کردی جب آپ خریداری کے لئے بازار جارہے تھے۔ حملہ آور موقع سے حسب سابق با آسانی فرار ہوگئے۔ مکرم داؤد احمد صاحب ایک شریف النفس اور بے ضرر انسان تھے، آپ کی کسی سے ذاتی دشمنی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ کے لواحقین میں ایک بیوہ ہیں۔ یاد رہے کہ سرائے نورنگ میں مورخہ 17 جنوری کو ایک بہت بڑی ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی جس میں شرکاء کے سامنے جماعت احمدیہ کے خلاف بڑی لمبی چوڑی جوشیلی تقریریں کی گئیں۔ اب بھی اگر کوئی کہے کہ پاکستان میں آئے روز منعقد ہونے والی ایسی ریلیاں، کانفرنسیں اور معزز علماء کی تقاریر پرامن رہنے کا درس دینے والی ہوتی ہیں اور خونریزی کا موجب نہیں بنتی ہیں تو پھر ہم ایک معصوم انسان کی مذکورہ بالا شہادت کے دلسوز واقعہ کو کہاں لے جائیں؟

بلوچستان میں ایک احمدی کی شہادت

ہرنائی: اطلاعات کے مطابق مکرم محمد عامر صاحب کو مورخہ یکم دسمبر 2011ء کو بوقت شام 7 بجے اپنے کلینک میں گولیاں مار کر شہید کردیا گیا۔ دراصل ہرنائی کا قصبہ پاکستان کے ایک وسیع و عریض صوبہ میں کافی فاصلے پر واقع ہے نیز اس دور دراز علاقہ میں جماعت احمدیہ کا نظام بھی فعال شکل میں قائم نہ ہے۔ اس وجہ سے اس معصوم احمدی بھائی کی دلخراش شہادت کی خبر قدرے تاخیر سے قارئین کو مل رہی ہے۔

مکرم عامر صاحب شعبہ صحت سے وابستہ تھے اور اپنے لواحقین میں دس سالہ بیٹی اور پانچ سالہ بیٹا سوگوار چھوڑے ہیں، دونوں بچے سکول میں زیر تعلیم ہیں اور آپ کی بیوہ ایک مقامی ہسپتال میں لیڈی ہیلتھ وزٹر کا کام کرتی ہیں۔

مکرم عامر صاحب نے سال 1994ء میں احمدیت قبول کی تھی اور ایک فعال احمدی تھے آپ کو جاننے والے بتاتے ہیں کہ آپ ایک شریف اور نیک فطرت انسان تھے۔

صوبائی دارالحکومت میں احمدیوں کے لئے خطرات

گلشن اقبال، لاہور، 20 دسمبر: رات کے گیارہ بجے ایک نامعلوم آدمی نے مکرم ناصر احمد صاحب کے گھر کا بیرونی دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن جب اس شخص سے اپنا تعارف کروانے کا کہا گیا تو وہ بغیر کچھ بتائے اپنے موٹر سائیکل پر واپس پلٹ گیا۔ اسی طرح نصف شب کے بعد ایک شخص نے مکرم ناصر صاحب کے گھر کا دروازہ ایک پتھر کے ساتھ زور سے کھٹکھٹایا مگر آپ نے دروازہ نہ کھولا۔

چند روز قبل مورخہ 17 دسمبر کو کسی نے مکرم ناصر صاحب کے گھر کے سامنے چار فائر کئے تاکہ آپ کو خوفزدہ کرسکے۔ اب مکرم ناصر احمد صاحب کو زیادہ سے زیادہ احتیاط برتنے کے علاوہ اور کیا مشورہ دیا جاسکتا ہے؟

جو مرضی میں آیا احمدیوں کو نام دے دیا

سنا تھا کہ ’’نامعقول حرکات‘‘ کبھی بانجھ نہیں رہا کرتی ہیں اب دیکھ بھی لیا۔ یعنی پاکستان کی حکومت نے 1974ء میں احمدیوں کے لئے ’’غیر مسلم‘‘ کا عنوان تجویز کیا اور عقلی لحاظ سے اس مبہم اور بے تکے نام کو دستور میں ترمیم کرتے ہوئے ہماری مرضی کے خلاف ہم پر تھوپ بھی دیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں اگلے برسوں میں پاکستان میں احمدیوں کے خلاف سرکاری اور معاشرتی سطح پر وہ قدم اٹھائے گئے جو نہ تو تہذیب کے معیار پر پورے اترتے ہیں اور نہ ہی عقل و دانش کے۔ نہ اخلاقیات ان اقدامات کی تائید کرتی ہے اور نہ ہی کوئی اور ضابطہ۔ لیکن اس کے باوجود حکومت ٹس سے مس نہ ہوئی اور اپنی ڈگر پر قائم رہی اور یہ ناانصافی ہنوز جاری ہے۔ اور تازہ ترین مثال اسی تسلسل میں احمدیوں کے لئے وہ نیا نام اور تعارف ہے جو حکومت کا خود تجویز کردہ اور مضحکہ خیز ہے۔

اب تازہ اطلاعات یہ ہیں کہ ’’نادرا‘‘ کی نئی پالیسی کے مطابق احمدیوں کے لئے قومی شناختی کارڈ کے فارم میں مذہب کے خانہ میں ’’قادیانی‘‘ لفظ شامل کیا گیا ہے۔ چنیوٹ میں نادرا کی طرف سے تیار کردہ فارم میں 15 نمبر خانے میں مذہب کے سامنے ’’قادیانی‘‘ لفظ تحریر ہے۔

تمام قارئین کے ازدیاد علم کے لئے تحریر ہے کہ ’’قادیانی‘‘ کوئی بھی مذہب نہیں ہے۔ اور یہ ’’نادرا‘‘ کے دفتر میں بیٹھے عوام کے ٹیکس سے عیاشیاں کرنے والے کسی شیطانی ذہن کے مالک کی سراسر تخریبی کارروائی ہے۔ کیونکہ کوئی قانون اور ضابطہ ’’نادرا‘‘ کو یہ اختیار نہیں دیتا ہے کہ وہ کسی شہری کے لئے ازخود کوئی مذہب تجویز کرے۔ مگر وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان جہاں اوپر سے نیچے تک سب کرپشن کی دوڑ میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہیں وہاں ایسی تخریب کاری کو ’’معمولی‘‘ ہی کہا جاتا ہے۔

ایک اور احمدی کو اغوا کرلیا گیا

بازید خیل، پشاور، 10 جنوری: مکرم صاحبزادہ نوید الرحمٰن صاحب ابن مکرم حمید الرحمٰن صاحب صبح اپنے کام پر روانہ ہوئے اور بعدازاں ان کی کوئی خبر نہیں مل رہی ہے۔ بظاہر نظر آپ کو بھی اغوا کرلیا گیا ہے۔ آپ کی عمر 40 برس ہے آپ شادی شدہ اور دو بچوں کے باپ ہیں۔ آپ جرمن قونصلیٹ میں بطور ڈرائیور نوکری کرتے تھے۔

قبل ازیں اچینی پایاں، پشاور کے مکرم مشتاق احمد صاحب کو اغوا کیا گیا تھا جن کو تاحال بازیاب نہیں کروایا جاسکا ہے، آپ کے اغوا کاروں سے رہائی کے لئے مذاکرات جاری ہیں۔ نیز یاد رہے کہ کوٹلی آزاد جموں کشمیر کے مکرم شاہ محمد صاحب کو انکے صاحبزادے سمیت اغوا کرلیا گیا تھا۔ جن کی ابھی تک کوئی اطلاع نہیں مل رہی۔

تعلیمی اداروں میں احمدیوں کے خلاف مذہبی منافرت اور بغض وعناد

گرین ٹاؤن، لاہور: مکرم مبشر احمد ناصر صاحب کو اپنے اہل خانہ سمیت محض احمدیت کی بناء پر سکول میں شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ آپ کی اہلیہ صاحبہ ’’اقبال میموریل سکول‘‘ میں پڑھاتی ہیں جبکہ آپ کے بچے اس ادارہ میں زیر تعلیم ہیں۔ لیکن جب سکول انتظامیہ کو یہ علم ہوا کہ یہ خاندان احمدی ہے تو سب لوگ دشمنی اور مخالفت پر کمربستہ ہوگئے۔

یقیناً یہ قبیح حرکات اس خاندان کے لئے ذہنی اذیت کا موجب ہیں۔ سکول انتظامیہ نے مکرم مبشر صاحب کی اہلیہ کو نوکری سے برخاست کیا اور آپ کے

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں